سیدنا امام حسین علیہ السلام
اور
معرکۂ حق و باطل
گدائے درِ بتولؑ
سید محمد امجد منیر الازہری

٧٨٦

سیّدنا حضرت امام حسین علیہ السلام

اور

معرکۂ حق وباطل

الاعداد

......☆☆☆☆☆......

(سید محمد امجد منیر الازہری)

فاضل علوم السنہ شرقیہ وغربی

فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ۔ سرگودھا

کلیہ شرعیہ وقانون جامعۃ الازہر الشریف (مصر)

ناشر

صوفی فاؤنڈیشن بریڈفورڈ، یو۔کے

برائے ایصال ثواب

والدگرامی قدر، غواص بحر وحدت

سید پھل پیر کاظمی المتوفی 22 مئی 1995م

اوران کے برادر بزرگ بطل جلیل

سید چن پیر کاظمی المتوفی 1969

اللھم اغفرلابی و عمی و اُمی وجدتی و عشیرتی

بحق نبی الانبیاء و علی و فاطمة ابنیہما

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باراول .... فروری 2009ء

بااہتمام .... صوفی محمد اصغر قادری

بریڈفورڈ، یو-کے

قیمت .... -/150روپے

انتساب

انجینئر **سید مظہر عباس** نقوی

پرنسپل گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی، رسول

ضلع منڈی بہاؤالدین

کے نام نامی

نیاز آگیں

سید محمد امجد منیر الازہری

يا اهل بيت رسول الله حبكم
فرض من الله في القرآن انزله
يكفيكم من عظيم الفخر انكم
من لم يصلي عليكم لا صلوة له

"دیوان امام شافعی"

"اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت
فرض ہے اللہ کی طرف سے منزل قرآن میں
کافی ہے تمہارے لیے عظمت ۔ فخر کہ
جو نہ پڑھے تم پر درود و سلام، نہیں اسکی کوئی نماز"

☆☆☆☆☆

تقریظ

آں امام عاشقاں پورِ بتولؑ
سروِ آزادِ زبُستانِ رسولؐ

دقائق کو اگر حقائق کے ترازو میں رکھ کر عمیق نظر سے عوام الناس تک پہنچایا جائے تو فروعی مسائل سے کماحقہ نبٹا جاسکتا ہے ۔ مسائل سے باحسن خوبی کیچڑ اُچھالے بغیر گزر جانا ہی اصل حقیقت واضح کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔

زیرِ نظر تصنیف کو اگر ہم تعصب کی عینک اُتار کر دیکھیں تو

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

اور تصنیف کا معیار حقائق ہی ہے۔ اصل کو اصل ہی سے پرکھا جاسکتا ہے اگر ہم صراطِ مستقیم کو منتخب کرتے ہیں تو پھر سیدھا راستہ ہی ہمیں منزل بہ منزل چلاتا ہوا مقام طلب تک لے جائے گا۔

مقامِ طلب ہی اس کتاب کا موضوع ہے اور اگر موضوع کو صرف موضوع رکھ کر دیکھا جائے تو بات بنتی نظر نہیں آتی اور اگر موضوع کو حرزِ جاں بنالیا جائے تو ہر چیز صاف اور مصفا بردِ فلک پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے ۔ صاحبِ تصنیف کی علمی، ادبی شخصیت کو زیر بحث لایا جائے تو پھر بھی بات صاف ہو جاتی ہے۔

مثلاً ہم روایت اور درائیت کو حقیقت کی کسوٹی پہ رکھ کر دیکھیں تو راوی متقدمین اور ہمارے راوی اسلاف میں کچھ ایسے نام بھی آتے ہیں جن کی روائتیں بظاہر خلش چھوڑ جاتی ہیں ۔ لیکن!

زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

ہمیں مجبوراً ان روایات کو ماننا پڑتا ہے اور ہمارے کچھ ایسے بھی راوی ہیں
جن کی روایات کو بنظر غائر دیکھا جائے تو ان میں ترمیم کر کے مسلمانان عالم اسلام کو
گزند پہنچانے کی کوشش کی گئی ہم یہ نہیں کہیں گے کہ یہ کام یہود و نصاریٰ کا ہے۔ ہم اس
بات پر متفق ہیں کہ یہ کام منافقین کی شورہ پشتی اور متعصبانہ رویے کی وجہ سے ہم تک پہنچا
ہے۔ اب ہمارا یہ کام ہے کہ اس کام کو ہماری مسلمانی اور اسلامی (Traditions)
اور بات کے ترازو میں کس طرح پورا اترتی ہے۔ ان ہی روایات اور درائیات کو
ہمارے فاضل لکھاری نے موازنہ کر کے معاندانہ رویے سے ہٹ کر مساویانہ بات کو
صفحہ قرطاس پر بکھیرا ہے۔

ہم خانوادہ رسول کریم ﷺ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ اصل مسائل
اور مصائب جاننے کے طلبگار ہیں۔ یہی ہمارا مطمعٔ نظر اور مقصدِ حیات ہے اور اسی
طلب کو فاضل مصنف نے حقیقت ہم پر واضح کی ہے۔ سید محمد امجد منیر الازہری اُس
یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں جہاں عام عالم کو داخلہ ملنا بھی محال ہے۔ ان کی علمی
اُبچ اور شوکتِ الفاظ تو اپنی جگہ برقرار ہیں لیکن ان کا حقائق کو حقائق سے ہی بیان کرنا
صاد کرتا ہے۔

ان کا موضوع کربلائے معلیٰ میں برپا ہونے والا واقعہ ہے اور سادات کی
عصمت اور اُن کا مقام تا قیامت محترم اور قابل احترام ہونے کیساتھ ساتھ ہماری راہِ
حیات کا سنگ میل بھی ہے۔ اور اسی نشان منزل نے ہمیں اپنی جستجو سے نبرد آزما ہونے
کا حوصلہ عطا فرمایا ہے اب تو ہم مطالبہ کرنے کی پوزیشن میں ہیں

خون حسینؓ باز دہ کوفہ و شام خویش را

جناب فاضل مخدوم سید محمد امجد منیر الازہری صاحب دامت برکاتہم عالیہ
ایک ایسے عالم فاضل اور محقق ہیں جن کی علمی قابلیت مُسلمہ ہے۔ فاضل مصنف نے
زیر نظر کتاب میں حقائق سے پردہ اُٹھا کے اصل چہرہ دکھایا ہے جس سے مجھ سے کئی کم
علم حضرات کو فائدہ پہنچا ہے۔ ان کے زورِ قلم سے سچائی کے موتی ایسے برستے ہیں جس
طرح کہ ساون ماہ کے مینہ میں بوندیں ٹپکتی ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور خانوادہ سادات کے دوسرے عزیز
پر جو مصائب گزرے اُن پر سیر حاصل گفتگو آپ کو جا بجا نظر آئے گی۔ دُکھ، سوز،
تکالیف، سفری صعوبتیں، مستورات اور وہ مستورات جن کی شرم ملائکہ بھی کرتے ہیں
ہمراہ لیکر میدان کربلا میں اپنے نانا جان کے آخری دین کی تکمیل کیلئے جامِ شہادت
نوش کرنے والے معصومین، جوان اور عمر رسیدہ شہدا کی ایک لمبی فہرست ہے جنہوں
نے اپنے سالارِ کارواں اور سرداران جنت کے شہزادگان کے ہمراہ شہادت کے اس
درجہ پر فائز ہونا ہی اپنی فرضیت اور اپنی اصلیت کو مقام اولیٰ پر رکھا۔

انہی شہدا کے صدقے اللہ رب العزت ہماری بخشش فرمائے۔ (آمین)

بجاہِ آلِ یٰسین

حسن اختر احسن
جنرل سیکرٹری دائم اقبال اکیڈمی (پاکستان)
منڈی بہاؤالدین فون نمبر: 0346-8431630

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست

مشغولِ حق ہوں بندگیٔ بوتراب میں

نواسۂ رسول مقبول ﷺ، جگر گوشۂ بتولؓ جنتی نوجوانوں کے سردار شہید کربلا سیّدنا حضرت حسینؓ وہ عظیم ہستی ہیں جن کے کان میں ہادیٔ عالم ﷺ نے اذان دی۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے شہد چٹایا۔ اپنا لعابِ مبارک آپؓ کے منہ میں داخل کیا۔ دعائیں دیں اور "حسین" نام رکھا۔ پھر آپؐ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا کو عقیقہ کرنے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کرنے کی تلقین فرمائی۔

ایک موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا!

"حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں"

جو حسینؓ سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے۔ خاندان نبوت اسلام کی روشن آنکھیں ہیں ان سے عقیدت، محبت و مودت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے کربلا کے میدان میں عدیم النظیر قربانی پیش کر کے نہ صرف اسلام کو حیاتِ جاودانی عطا کی بلکہ انسانیت کے مقدر کو بھی اوج ثریا تک پہنچایا۔ اگر تاریخ سے کربلا کو نکالنے کی کوشش کی جائے تو پھر دنیا سے نہ صرف غیرت ختم ہو جائے گی بلکہ معاشرہ بھی حیوانیت کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔

دم توڑتی انسانیت کو پناہ دے کر حیوانیت اور انسانیت کے درمیان حدِ فاصل قائم کر دینا صرف اور صرف امام حسینؓ کا ہی کام تھا۔ امام حسینؓ نے کربلا میں نہ صرف دین اسلام شریعت محمدیہ کو بچایا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ امام حسینؓ نے انسانی اقدار کو بھی مکمل تحفظ فراہم کیا ہے۔ کربلا نہ صرف ہر مسلمان کیلئے درس کامل ہے بلکہ

کربلا نے تو ہر معاشرہ کے رہنماؤں کو بھی رہنما اصول فراہم کئے ہیں کہ اپنے مبنی برحق موقف پر ڈٹے رہنے کیلئے ساتھیوں کی ہی نہیں اپنے خاندان کی قربانی بھی دینا پڑے تو گریز نہ کیا جائے۔

زیر نظر کتاب کو فاضل مصنف نے نہایت عرق ریزی سے ترتیب دیکر حق و باطل کے اس معرکہ کو قرطاس ربیض پر موتیوں میں پرو کر قاری کی نذر کیا ہے۔ علامہ اقبال نے اسرار خودی میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ

شعلہ ہائے او صد ابراہیم سوخت

تا چراغِ یک محمدؐ بر فروخت

اس کے شعلوں نے سینکڑوں ابراہیم جلائے تب کہیں جا کر محمد ﷺ کا ایک چراغ روشن کیا اور اسی روشن چراغ کے روشن شعلہ نور حضرت حسین علیہ السلام کی سیرت مبارکہ کو ہمارے عالی قدر مصنف نے اپنے خاص انداز میں تحریر کیا ہے۔

بقول اقبال!

قوتِ خاموش و بیتابِ عمل

از عمل پابند اسباب عمل

ترجمہ: (۱) وہ اگرچہ ایک خاموش قوت ہے لیکن ہمیشہ بیتاب عمل ہے۔

(۲) وہ اپنے وظیفہ عمل ہی سے اسباب عمل پیدا کرتی رہتی ہے۔

مندرجہ بالا شعر موصوف پر حرف بحرف صادق آتا ہے کہ انہوں نے عمل پیہم سے اس کتاب کو لکھ کر سچ کا بول بالا کیا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ جواں حوصلہ مصنف اسی طرح مسلسل معرکۂ کربلا کے شہداؑ کو
نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوا دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز ہو۔

مسلمان اپنے فرائض زندگی سے غافل ہو کر جمود و سکون کی گہری نیند سو رہے
ہیں قدرت نے ایک ایسے عالی قدر حوصلہ انسان پیدا کیا جو سراپا عشق ہے۔ حقیقت یہ
ہے کہ قدرت کو جس شخص سے ایسی بلند اور ممتاز خدمات لینا مقصود ہوا ُسے دل اور دماغ
بھی ویسا ہی قوی اور روشن عنایت کیا جاتا ہے۔ زمانے کے انقلاب اور باطل کی فریب
کاریوں سے کسی حالت میں بھی مغلوب و متاثر نہیں ہو سکتا۔ زندگی کے ہر شعبے میں
فطرت اور صرف فطرت ہی کو اپنے عمل کا صحیح اور معتبر خیال کرتا ہے۔ لیکن کیا یہ محض
''کسبی'' اور سہل الحصول ہے؟ ہرگز نہیں یہ فطرت کی ایک مقدس ودیعت ہے۔ فیضان
سماوی اور ایک ایسی ''وہبی'' نعمت ہے جو پنجتن پاک کے ذخیرہ فضل و کرم کے ''خیر کثیر''
سے مالا مال ہے۔ اسی عمل مسلسل کو علامہ اقبال نے بھی بیان فرمایا ہے۔

جہاں بانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

ہمارے معزز مصنف نے چادرِ تطہیر کے سائے میں رہ کر نکتہ چینی کرنے والوں
کو نہایت نکتہ بینی سے منہ توڑ جوابات دیئے ہیں۔

ان کا اندازِ بیان زوردار، ولولہ انگیز اور سوز حسینیت سے خوشہ چینی کرتا ہوا پر
شکوہ نظر آتا ہے۔ ہر جہت سے مضر اور مفید عادات و اخلاق کی وضاحت کی گئی ہے۔
زبان سلیس، عام فہم اور تسلسل بے نظیر ہے۔ اس کتاب میں سیاست و تمدن کے ان
نقائص پر صحیح بے خوف ہو کر عادلانہ تنقید کی گئی ہے۔

ان کو طرزِ بیان اور اغراض و مقاصد تمام دوسری چیزوں سے مختلف ہے گو اس
کتاب میں بھی دین و سیاست کے اہم ترین حقائق کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاہم اس کے
بنیادی خاکہ کی طرف نظر دوڑائیں تو کربلا کے جانکاہ واقعات کو نہایت ہی مستحسن
طریقہ سے اوامر و نواہی اور نہی عن المنکر کے ترازو میں خالصتاً فلسفہ اسلامی کو مطمع نظر بنا
کر بیان کیا گیا ہے۔

میری دُعا ہے کہ حسین اور حسینیت کو زندہ و جاوداں کرنیوالے عوامل
موصوف کو اپنے خاص الخاص حلقہ فضل میں رکھیں (آمین)۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے اسرارِ خودی میں فرمایا ہے

چوں حیاتِ عالم از زورِ خودی است
پس بقدرِ استواری زندگی است

ترجمہ: جب دنیا کی زندگی زورِ خودی ہی سے ثابت و برقرار ہے تو معلوم ہوا کہ
وسعت زندگی بھی بقدرِ استحکام زندگی ہے۔

حلقۂ زد نور تا گردید چشم

نور نے جب ایک معیّن حلقہ بنالیا تو ''چشم'' بن گیا۔

از تلاش جلوہ ہا جنبید چشم

اور پھر وہ چشم تلاش نظارہ میں حرکت کرنے لگی۔

سیّدنا حضرت امام حسینؓ کی ذاتِ مبارکہ تمام صحابہ کرام کیلئے انتہائی
عقیدت و احترام اور محبت و تکریم کا مرکز تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؑ نے اپنی زندگی کے
ستاون (57) برس مدینہ منورہ میں عام صحابہ کرام اور ان کی اولادوں کے درمیان

بسر فرمائے ان برسوں میں انہی لوگوں کے ساتھ مل کر تعلیمات اسلامیہ اور احکام
اسلام کی تعمیل وتکمیل کی۔

حضرات حسنین کریمین میں سے کوئی بھی طواف بیت اللہ کیلئے نکلتا تو آپ کو
سلام ومصافحہ کیلئے لوگ اس طرح پروانہ وار ٹوٹ کر گرتے کہ ڈر لگتا کہ کہیں ان لوگوں
کو تکلیف وصدمہ نہ پہنچے۔

نواسہ رسول سیدنا حضرت امام حسینؑ کے زہد وتقویٰ اور عبادت گزاری کی
یہ حالت تھی کہ آپ شب زندہ دار اور سوائے ایام ممنوعہ کے ہمیشہ روزے سے ہوتے
۔آپ نے پچیس (25) حج پیدل فرمائے۔ آپ کی مجالس وقار ومتانت کا حسین مرقع
اور آپ کی گفتگو علم وحکمت اور فصاحت وبلاغت سے بھرپور ہوتی۔

یکم محرم سے 8 ربیع الاول تک خود کو غم حسینؑ کے سپرد کرنے والے انسان
ہی انسانیت کے ماتھے کا جھومر ہیں۔

یاد رکھو! غم حسینؑ ہی امن عالم کا ضامن اور ذکر حسینؑ سے ہی ہم دنیا کو
پائیدار امن کا پیغام دے سکتے ہیں۔ کیونکہ غم حسینؑ منانے والے جانتے ہیں کہ ظالم
کے کردار کو کس طرح ختم کیا جاتا ہے۔ ظالموں کو انجام سے دوچار کرنے کیلئے کن کن
راستوں پر چلتے ہوئے کن کن مظالم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سیّدنا امام حسینؑ نے ہی نہیں بلکہ ان کے ہر عظیم ساتھی نے نہ صرف یزیدی
گماشتوں کی ہر لالچی پیش کش کو ٹھوکر پر رکھا بلکہ یزید کے ہر ظلم وستم کو بھی عظیم استقلال
کے ساتھ برداشت کیا۔

یزیدی ظلم کی انتہا یہ ہے کہ جس مخدومہ عاطیانؑ نے گھر میں بلند لہجے میں
تلاوت قرآن مجید نہیں کی تھی وہ انسانیت کو بقا عطا کرنے کیلئے فاسقوں، فاجروں،
شرابیوں کے ہجوم میں یزیدی سازشوں کو بے نقاب کرنے والے خطبے دینے کیلئے تیار ہو
گئیں۔ شریکۃ الحسینؑ مخدومہ عاطیان حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے محافظ دین
حضرت حسینؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے زندگی کے کٹھن ترین دور میں قدم رکھنے کا
فیصلہ کرلیا۔

''معرکہ حق وباطل میں شکست ہمیشہ باطل کو ہوتی ہے''۔

قوم القام حضرت سید محمد امجد منیر الازہری مدظلہ اللہ تعالیٰ نے نہایت عرق
ریزی سے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے اور غم حسینؑ میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ میں نہ تو
فلاسفر ہوں نہ ہی نقاد بس دل سے چند باتیں نکال کر صفحۂ قرطاس پر بکھیر دی ہیں۔
کتابوں پر تبصرے وغیرہ تو مبصر حضرات ہی لکھ سکتے ہیں لیکن غم حسینؑ کو
محسوس کرنے کیلئے گداز دل کی ضرورت ہے جو مصنف کے رگ وپے میں بدرجہ اتم
موجود ہے۔ اللہ جزائے خیر دے، (آمین)

اصغر قادری (بریڈفورڈ)

نسب رسول اللہ ﷺ

قال حبر الامة عبدالله بن عباس ؓ ولد رسول الله ﷺ مختونا مكحولا و كانت ولادته بعد وفاة ابيه عبدالله و توفيت والدته بعد وفاة ابيه عبدالله۔ و توفيت والدته السيدة آمنه و هو ابن ستة اعوام و مات جده شيخ الحرم عبدالمطلب و عمرهٗ ﷺ ثمانى سينن و كفل عمه ابو طالب بعد ذالك و بقى بمكة المكرمة حرسها الله و النبى بعد البعثة ثلاثة عشر سنة و هاجر الى المدينة المنورة و اقام فيها عشر سينن۔

حضرت حبر الامت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ چشم سرگیں 'ناف بریدہ پیدا ہوئے''۔

''والد گرامی حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد سرور دو عالم ﷺ اس دنیا میں جلوہ نما ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کا وصال جب ہوا آپ کی عمر اطہر چھ برس تھی۔ دادا حضرت شیخ الحرم' متولی کعبۃ اللہ حضرت عبدالمطلب کا وصال آپ کی عمر مبارک کے آٹھویں سال ہوا۔ پھر آپ کی کفالت و پرورش آپ کے چچا حضرت ابو طالب نے فرمائی۔ اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ تیرہ سال مکہ میں اور ہجرت مدینہ کے بعد دس سال مدینہ منور میں اقامت گزیں رہے''۔

آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن حکیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر

بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان العرابی الابراہیمی اشرف آل ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوات والتسلیمات۔

(دلائل النبوة للبیہقی صفحہ 383، المجلد الاول طبع دار الفکر بیروت کے صفحہ نمبر96 پر حضرت رحمت عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے متعلق مرقوم ہے)

قال حد ثنا حكيم بن ابان عن عكرمة عن عبدالله ابن عباس عن ابيه عباس بن عبدالمطلب قال ولد رسول الله ﷺ مختونا ' مسرورا ' قال فاعجب به جده عبدالمطلب و خطى عنده و قال ليكونن لابنى هذا شان فكان له شان ......

(طبقات ابن سعد جلد نمبر 1۔ القسم 1۔ صفحہ 64)

''حضرت رسول اللہ ﷺ مختون و مسرور اس عالم رنگ و بو میں قدم رنجہ فرما ہوئے جبکہ ہر مولود کی ولادت

نہ مختون ہے۔ (ختنہ شدہ)

نہ مکحول ہے۔ (سرمہ لگا ہوا)

اور نہ مسرور ہے''۔

یہ امتیاز رسول معظم ﷺ ہے کہ والدہ طیبہ طاہرہ سیدہ آمنہ کے بطن اطہر میں بھی حرام غذا سے محفوظ رہے اور قیامت تک آنے والوں کو بھی بتا دیا۔

لا احل لكم اهل البيت من الصدقات شيئا ولا غسالة الايدى ان لكم فى خمس الخمس ما يكفيكم او يغنيكم

(رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر۔ المطالب العالیہ جلد اول 739۔ صفحہ 239)

''صدقہ و زکوٰۃ ہاتھوں کی میل محمد ﷺ اور اہل بیت رسول ﷺ پر حرام ہے''۔

(تاریخ بغداد جلد نمبر 1۔ صفحہ 329۔ جواہر العقدین صفحہ 710)

ذکر ولادت رسول مقبول ﷺ اس طرح ہے۔

عن انس قال قال رسول الله ﷺ "من کرامتی ولدت مختونا و لم یر احد سوأتی"۔

"جان عالم ﷺ نے فرمایا میری ولادت مختون حالت میں ہوئی اللہ نے مجھے یہ عزت بخشی ہے کہ کسی فرد بشر نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی"۔

شرف قبیلہ

عن مطلب بن ابی وداعه قال جاء العباس الی رسول الله ﷺ فکانه سمع شیئا فقام النبی ﷺ علی المنبر فقال من انا ؟ قالوا انت رسول الله ﷺ قال انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیر هم ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیر هم قبیلة ثم جعلهم بیوتا فجعلنی فی خیر هم بیتا و خیر هم نسبا

(صحیح الترمذی جلد نمبر2صفحہ 269)

"حضرت عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو!" من انا " میں کون ہوں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا فرمایا"۔

جب اللہ تعالیٰ نے قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ عطا فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب میں مبعوث فرمایا۔

(المستدرك علی شرط صحیحهما للامام حاکم ملاحظه ہو جلد نمبر4صفحه 73)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم صحابہ کرام حریم رسول اللہ ﷺ میں حاضر تھے ایک عورت گزری حاضرین میں سے کسی نے کہا یہ بنت محمد ﷺ ہے تو ابو سفیان نے ممدوح کائنات ﷺ کی ذات کی تعریف کی لیکن قبیلہ بنو ہاشم کو حقارت کی نظر سے دیکھا۔

ان مثل محمد فی بن هاشم مثل الریحانة فی وسط التبن۔

اس عورت نے سارا واقعہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کر دیا۔ رحمت کائنات ﷺ منبر شریف پر جلوہ فگن ہوئے۔

یعرف الغضب فی وجهه فقال مابال اقوام۔

جلال باری تعالیٰ روئے زیبا سے عیاں تھا۔ "فرمایا اس قوم کا کیا حال ہوگا"۔

ان الله تبارك و تعالیٰ خلق السموات فاختار العلیا فاسکنها من شاء من خلقه ثم خلق الخلق فاختار من الخلق بنی آدم و اختار من بنی آدم العرب و اختار من العرب مضر و اختار من مضر قریشا و اختار من قریش بنی هاشم و اختار نی من بنی هاشم فانا من بنی هاشم من خیار الی خیار۔

"بیشک جب اللہ تعالیٰ نے خلق کو تخلیق کیا تو بنو آدم کو برتری عطا فرمائی۔ پھر عربوں کو عربوں میں سے قبیلہ بنو مضر کو اور بنو مضر میں

سے قریش اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اللہ نے مختار بنایا۔ ''بے شک میں ہاشمی ہوں' پاک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا ہوں''۔

صحیح مسلم میں امام مسلم اور ترمذی شریف میں امام ابوعیسٰی ترمذی فرماتے ہیں۔

قال رسول الله ﷺ ان الله اصطفٰی من ولد آدم ابراهیم واتخذهٗ خليلا و اصطفٰی من ولد ابراهيم اسماعيل ثم اصطفٰی من ولد اسماعيل نزارا ثم اصطفٰی من ولد نزار امضر ثم اصطفٰی من مضر كنانة ثم اصطفٰی من كنانة قريش ثم اصطفٰی بنی هاشم ثم اصطفٰی من بنی هاشم بنی عبدالمطلب ثم اصطفانی من عبدالمطلب۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ رب العزت نے اولاد حضرت آدم میں سے حضرت ابراہیم کو پسند فرمایا' انہیں مقام خلت عطا فرمایا۔ پھر اولادِ ابراہیم علیہ السلام میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا انتخاب فرمایا۔ اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے حضرت نزار پر نگاہ انتخاب رُکی۔ اولاد نزار میں سے قبیلہ بنو مضر کو منتخب کیا گیا۔ بنو مضر میں سے کنانہ کو چنا گیا اولاد کنانہ میں سے قریش۔ قریش میں سے بنی ہاشم اور بنو ہاشم میں سے مجھے خالق کائنات نے مصطفٰی ﷺ بنایا''۔

نوٹ:۔ از راہِ انصاف فرمایئے! کیا رسول اللہ ﷺ جیسا کوئی اور ہاشمی ہے۔

حضرت ہاشم جیسا کوئی اور قریشی ہے۔ حضرت قریش جیسا کوئی اور اولاد کنانہ میں نظر آتا ہے حضرت اسماعیل جیسا کوئی اور ابراہیمی ہے؟۔

عن عائشه قالت قال رسول الله ﷺ قال لی جبرئيل عليه السلام قلّبت الارض مشارقها و مغاربها فلم اجد بنی اب افضل من هاشم۔

(دلائل النبوة للبيهقی جلد اول صفحه130. صواعق محرقه صفحه110)

''اُم المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں! بانی اسلام حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں نے زمین کے شرق و غرب چھان مارے بار بار زمین و آسمان کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا مجھے کوئی نہ مثل محمد ﷺ نظر آیا اور نہ مثل بنو ہاشم''۔

کنز العمال جلد نمبر 6 صفحہ 108 پر ایک حدیث رسول انام ﷺ ملاحظہ فرمائیں۔

انا اشرف الناس حسبا ولا فخر واكرم الناس قدرا ولا فخر۔ ايها الناس من اتانا اتيناهٗ و من اكرمنا اكرمناهٗ و من كاتبنا كاتبناهٗ و من شيع موتانا شيعنا موتاهٗ و من قام بحقنا قمنا بحقه۔ ايها الناس حاسبوا الناس علی قدر احسابهم و خالطوا الناس علی قدر اديانهم و انزلو الناس علی قدر مرواتهم و دار وا الناس يغفر لكم۔

(فضائل الخمسة من الصحاح الستته و غيرها. جلد اول صفحه 12. طبع بيروت)

''حسب و نسب مجھ جیسا کسی کا نہیں۔ قدر و منزلت مجھ جیسی کسی کی نہیں۔ اے لوگو! جو ہمیں کچھ دے گا ہم اس کا پورا پورا بدلہ دیں

گے۔ جو ہماری عزت کرے گا ہم اسے عزت دیں گے جو تعزیت
کریگا ہم اس کی تعزیت کریں گے۔ جو ہمارے حقوق کا خیال
رکھے گا ہم اس کے حقوق پورے کریں گے۔ اے لوگو! احساب کا
لحاظ رکھو۔ قدر ادیان پہچانو۔ مروت کی قدروں کو جانو۔ اللہ تمہیں
معاف فرمائے گا''۔

(تفسیر در منشور آیت مبارکہ نمبر33سورۃ احزاب ملاحظہ ہو!)

اس روایت کو حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذی۔ نے بیہقی ہند اور طبرانی نے
حضرت ابن مردویہ اور الحافظ ابونعیم نے بھی نقل فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ رسول برحق ﷺ نے فرمایا۔ ''جب
اللہ رب العزت نے شعوب وقبائل بنائے اور کرامت کا معیار تقویٰ کو بنایا تو مجھے
بہترین قبیلہ بلکہ تمام قبائل سے افضل قبیلہ میں پیدا فرمایا۔ ہاں میں تمام اولاد حضرت
آدم علیہ السلام میں سے زیادہ متقی اور مکرم ہوں''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گھر خلق فرمائے تو
تمام گھروں میں سے بہتر گھر میں میری بعثت ہوئی۔ میں اور میرے اہل بیت گنا ہوں
سے پاک ہیں۔

یا ایھاالناس انّا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنا کم
شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عندالله اتقاکم۔ ان
الله علیم خبیر۔

(پارہ نمبر26 سورۃ الحجرات آیت نمبر13)

''اے لوگو! ہم نے تمہیں پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے''۔
''اور ہم نے بنائے تمہارے شعوب وقبائل' تاکہ تمہیں معرفت ہو''۔

تم میں سے اللہ کے نزدیک مکرم وہ ہے جو متقی ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ
علیم وخبیر ہے۔

دورِ جاہلیت کے عرب دیگر گوناگوں خرابیوں کیساتھ ساتھ تفاخر کی بیماری
میں بری طرح مبتلا تھے وہ اپنے آپ کو سب سے برتر، اشرف اور اعلیٰ خیال کرتے
تھے۔ ان سب میں قریش کے فخر ومباہات کی شان ہی الگ تھی جب مکہ فتح ہوا اس کی
فضاؤں میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو حضور نے حضرت بلال کو یاد فرمایا حکم دیا کہ
کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو۔ تعمیل ارشاد میں بلال نے کعبہ کے اوپر چڑھ
کر اذان دینی شروع کی تو شرفاء قریش پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا۔ ان کے دلی حزن وملال کا
اندازہ اس مکالمے سے لگالیجے جو ان میں ہوا۔ عتاب بن اسید بولا اللہ کا شکر ہے میرا
باپ یہ منظر دیکھنے سے پہلے مرگیا۔ حارث بن ہشام کہنے لگا اس کالے کوے کے بغیر
محمد (فداہٗ ابی دامی) کو اور کوئی موذن نہیں ملا۔ سہیل بن عمرو نے کہا جیسے اللہ کی
مرضی۔ ابوسفیان نے کہا میں تو کچھ نہیں کہتا۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری اس گفتگو پر اللہ تعالیٰ
اس کو آگاہ کردے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس زعم باطل کو پاش
پاش کر کے رکھ دیا۔

تفاخر کا یہ نظریہ فقط جاہل اور غیر مہذب عربوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ روئے
زمین پر جو متمدن اور شائستہ قومیں آباد تھیں وہ سب کی سب کسی نہ کسی صورت میں اس
بیماری میں مبتلا تھیں کہیں اپنی نسل اور قومیت پر فخر کیا جاتا تھا کہیں ان کے وطن کی
سرزمین ان کی بڑائی اور برتری کا باعث تھی کہیں زبان ورنگ وجہ افتخار بنے ہوئے
تھے۔ اسی فاسد نظریہ نے مختلف قوموں کو متحارب گروہوں میں تقسیم کردیا تھا۔ ہر قوم

اپنی نسلی شرافت اور اپنے خطہ زمین کی عظمت کے باعث اپنا یہ حق سمجھتی تھی کہ وہ دوسرے ممالک کو تاخت وتاراج کرے۔ ان کی دولت کو لوٹے۔ ان کے باشندوں کو اپنا غلام بنائے اور انہیں اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرے اس شرانگیز نظریہ کے باعث جنگ وجدال کا لامتناہی سلسلہ جاری رہا۔ شرفِ انسانی کی قبا تہذیب وتمدن کے علمبرداروں کے ہاتھوں تارتار ہوتی رہی۔ یہ گمراہیاں صرف اس زمانہ میں ہی موجود نہ تھیں جنہیں ازمنہ مظلمہ کہا جاتا ہے بلکہ آج بھی ان کی ہلاکت آفرینوں سے انسانیت کی جبین شرم کے مارے عرق آلود ہوتی رہتی ہے۔ بھارت جسے دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہونے کا دعویٰ ہے وہاں آج بھی طبقاتی امتیازات جوں کے توں قائم ہیں۔ بھارت کے طول وعرض میں بیسویں صدی میں بھی اچھوت نہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے مندروں میں جاکر پوجا پاٹ کرسکتے ہیں اور نہ ہی ان کے کنوؤں سے پانی بھر سکتے ہیں۔

امریکہ میں بے شمار ایسے ہوٹل ہیں جن کے دروازوں پر جلی حروف میں لکھا ہوتا ہے ریڈ انڈین (وہاں کے اصل باشندے) اور کتے داخل نہیں ہوسکتے۔ سفید فام باشندوں کے سکول وکالج تک مخصوص ہیں جہاں سیاہ فام حبشی تعلیم حاصل نہیں کرسکتے اپنی قومی برتری کا یہ غرور تھا جس نے جرمن قوم میں ہٹلر کا روپ اختیار کیا اور کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

وطنیت، قوم، رنگ، نسل اور زبان کے بتوں کی پوجا آج بھی اسی زور وشور سے ہورہی ہے۔ اس مختصر سی آیت میں ان تمام بنیادوں کو منہدم کرکے رکھ دیا جن پر مختلف قوموں نے اپنی برتری اور شرافت کے ایوان تعمیر کر رکھے تھے۔

فرمایا، اے لوگو! تم ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہو۔ تمہاری نسل کا سلسلہ ایک اصل سے جاکر ملتا ہے۔ تمہارا خالق بھی ایک، تمہارا مادہ تخلیق بھی یکساں۔ تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا۔ اتنی بڑی یکسانیتوں کے باوجود تمہارا ایک دوسرے پر برتری کا دعویٰ سراسر کم فہمی ونادانی ہے۔ اولاد آدم کا مختلف شعوب وقبائل میں بٹنا اس لیے نہیں کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو حقیر سمجھے اور اپنے آپ کو اشرف واعلیٰ خیال کرے۔ بلکہ اس لئے ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور باہمی معاملات میں گڑبڑ پیدا نہ ہو۔

الشعوب۔ رؤس القبائل۔ مثل ربیعہ ومضر۔ الاوس والخزرج

شعوب کا واحد شعب ہے وہ ایسے اصل کو کہتے ہیں جس سے کئی قبیلے نکلتے ہوں ان کی ترتیب یہ ہے۔ شعب، قبیلہ، فصیلہ، عمارہ

کسی خاندان میں پیدا ہونا، کسی زمین کا باشندہ ہونا اور چہرے کی کوئی خاص رنگت اس میں انسان کی اپنی کوشش اور سعی کا کوئی دخل نہیں۔ اس لئے قرآن کریم نے اس کو وجہ افتخار قرار نہ دیا۔ البتہ ایک چیز ہے جس سے انسان کا مرتبہ دوسرے لوگوں سے برتر اور اعلیٰ ہوجاتا ہے اور اس میں انسان کی ذاتی کوشش کا بھی دخل ہے اور وہ ہے تقویٰ۔

(ضیاء القرآن جلد چہارم سورۃ حجرات آیت نمبر 13، رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا" کے صفحہ نمبر 86 کو دیکھیں)

اہل سنت کا مسلک معتدل یہ نہیں!

حسین رضی اللہ عنہ کی طرفداری میں اس غلو کا جواب ناصبیوں کا غلو ہے جو

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس حدیث کا مصداق قرار دیکر

ضمن اراد ان یفرق هذه الامة وهی جمیع فاضر بوهٔ بالسیف کائنامن کان۔

(صحیح مسلم۔ الامارۃ۔ باب حکم من فرق امر المسلمین و ہو مجتمع)

انہیں باغی اور واجب القتل قرار دیتے ہیں لیکن اہل سنت والجماعت نہ اُس کا ساتھ دیتے ہیں نہ اس غلو کا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہوئے اور ان کے قاتل ظالم وسرکش تھے۔ اوران احادیث کا اطلاق ان پر صحیح نہیں۔ جن میں تفریق بین المسلمین کرنیوالے کے قتل کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ کربلا میں آپ کا مقصد امت میں پھوٹ ڈالنا نہ تھا بلکہ آپ جماعت ہی میں رہنا چاہتے تھے۔ مگر ظالموں نے آپ کا کوئی مطالبہ نہ مانا۔ نہ آپ کو وطن واپس ہونے دیا نہ سرحد پر جانے دیا' نہ خود یزید کے پاس پہنچنے دیا۔ بلکہ قید کرنے پر اصرار کیا ایک معمولی مسلمان بھی اس برتاؤ کا مستحق نہیں ہوسکتا کجا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ۔

اسی طرح یہ روایت بھی رسول اللہ ﷺ پر سفید جھوٹ ہے۔

''جس نے میرے اہل بیت کا خون بہایا اور میرے خاندان کو اذیت دے کر مجھے اذیت پہنچائی اس پر اللہ کا اور میرا غصہ سخت ہوگا''۔

اس طرح کی بات رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کہیں نہیں نکل سکتی تھی کیونکہ رشتہ داری اور قرابت سے زیادہ ایمان اور تقویٰ کی حرمت ہے اور اگر اہل بیت میں سے کوئی ایسا شخص جرم کرے جس پر شرعاً اس کا قتل واجب ہو تو بالا تفاق

اسے قتل کر ڈالا جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی ہاشمی چوری کرے تو یقیناً اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر زنا کا مرتکب ہو تو سنگسار کر دیا جائیگا۔ اگر جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو قتل کر ڈالے' تو قصاص میں اس کی بھی گردن ماری جائے گی۔ اگرچہ مقتول حبشی' رومی' ترکی' دیلمی غرض کوئی ہو کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

المسلمون تتکافا دماء هم۔

(سنن ابی داؤد، الجهاد، باب فی الريه)

یعنی ''تمام مسلمانوں کا خون یکساں حرمت رکھتا ہے''۔

پس ہاشمی وغیر ہاشمی کا خون برابر ہے۔

صرف چند سطور لکھنے کے بعد صاحب کتاب مذکور نقل فرماتے ہیں:۔

کسی خاندان کی خصوصیات ثابت نہیں

جب کسی خاندان کی خصوصیت ثابت نہیں پھر یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ یہ کہہ کر اپنے خاندان کو خصوصیت دیں کہ جو ان کا خون بہائے گا اس پر اللہ کا غصہ بھڑکے گا۔ کیونکہ یہ بات پہلے ہی مسلمہ ہے کہ ناحق قتل شریعت میں حرام ہے عام اس سے کہ ہاشمی کا ہو یا غیر ہاشمی کا۔

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزائهٔ جهنم خالدا فیها وغضب الله علیه و لعنه واعدّ له عذابا عظیما۔

(سورة النساء ۴/۹۳)

"پس قتل کی اباحت و حرمت میں ہاشمی و غیر ہاشمی سب یکساں درجہ رکھتے ہیں"۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا حرام ہے عام اس سے کہ آپ کے خاندان کو تکلیف دیکر ہو یا اُمت کو ستا کر یا سنت کو توڑ کر۔ اب واضح ہو گیا کہ اس طرح کی بے بنیاد حدیثیں جاہلوں اور منافقوں کے سوا کوئی اور نہیں بیان کر سکتا۔

اسی طرح صفحہ 89 پر فاضل مصنف تحریر فرماتے ہیں یہ کہنا کہ آیت

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ

(سورة شوری ۲۳/۴۲)

حسنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے بالکل جھوٹ ہے۔

کیونکہ یہ آیت سورۃ شوریٰ کی ہے اور سورۃ شوریٰ مکی ہے اور حسنین رضی اللہ عنہما کیا معنی؟۔ حضرت فاطمہ کی شادی سے بھی پہلے اُتری ہے آپ کا عقد ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں ہوا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہجرت کے تیسرے اور چوتھے سال پیدا ہوئے۔

پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(رسومات محرم الحرام بحوالہ منہاج السنة از صفحہ 237تا 256جلد 2)

جاہل، منافق اور بالکل جھوٹ لکھنے والے کون کون بزرگ

عظمت خاندان :۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

فاطمة بنت اسد بن هاشم بن عبد مناف القرشية الهاشمية ام علی بن ابی طالب و هی اول هاشمية ولدت هاشميا۔

"حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف قرشیہ ہاشمیہ خاتونِ اول ہیں جنہوں نے ہاشمی شوہر سے امانت وصول کی اور ہاشمی بچہ علی المرتضیٰ ' اسداللہ ' لافتی الا علیٰ کی شکل میں اسلام اور مسلمانوں کو عطا کیا"۔

اگر ہاشمی ہونا وجہ امتیاز نہیں تو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اتنا تردد کیوں کیا کہ وہ خاتون اول ہیں جو ہاشمی بچے کی ماں ہونے کا اعزاز رکھتی ہیں۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ فرماتے ہوئے سنا۔

"اے لوگو! میں کون ہوں۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا' أنت رسول الله "آپ اللہ کے رسول ہیں"۔

آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں"۔ تفصیلاً حدیث مبارکہ گزر چکی ہے۔

اگر نیک باپ اور نیک دادا کی اولاد ہونا باعث امتیاز نہیں تو سید کائنات کا
یہ فرمان کس طرف رہنمائی فرمارہا ہے''۔ اور محدث جلیل امام ابوعیسیٰ محمد بن یحیٰ
ترمذی نے جامع ترمذی شریف میں اس حدیث رسول نامﷺ کو نقل کیوںکر فرمایا؟

2، و اما الجدار فكان لغلامين يتيمين في المدينه و
كان تحته كنزلهما و كان ابو هما صالحا فاراد ربك
ان يبلغا رشد هما و يستخرجا كنزهما رحمة من ربك۔

(القرآن الكريم. سورة الكهف 18/82)

''اور وہ دیوار شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اس کے نیچے ان کا خزانہ
تھا اور ان کا باپ کاشح بڑا نیک شخص تھا۔ پس آپ کے رب نے
ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے جوان ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں
یہ ان پر ان کے رب کی رحمت خاص تھی۔ یہ جو کچھ ہوا میں نے
اپنی مرضی سے نہیں کیا''۔

محمد بن منکدر سے مروی ہے اللہ تعالیٰ اپنے ایک نیک بندے کی صلاح و
تقویٰ کی وجہ سے اس کی اولاد اولاد کی اولاد اور اس کے خاندان کی نگہبانی فرماتا ہے
جب وہ نیک بندہ کسی جگہ پر سکونت اختیار فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پڑوسیوں کی بھی
حفاظت فرماتا ہے۔

قال محمد بن منكدر ان الله يحفظ العبد ولدهٗ و
ولدولده و عشيرته و اهل دوهرات حوله فى حفظ الله
مادام فهيم۔

(پارہ نمبر 16، سورۃ الکہف، آیت نمبر 82۔ تفسیر مظہری، صفحہ 60، طبع: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔)

حضرت خضر و حضرت موسیٰ علیہ السلام تو دونوں اللہ کے نیک بندے دونوں
بچوں کے خزانہ کی حفاظت صرف اس لئے فرمادی کہ ان کا باپ نیک شخص ہے کاشح
نامی شخص کے بچوں کی عزت ہے اور ان کے باپ کی بزرگی کی وجہ سے ان کا مال بھی
محفوظ ہے لیکن صد حیف! کہ مسلمان اپنے فخر الانبیاء والمرسلین نبی ﷺ کی اولاد کا
مقام نہیں پہچان رہے نہ ان کی عزت ہے نہ ان کا مال محفوظ۔

الاحادیث

1۔ عن زر بن جيش عن علي قال عهد الّي النبي الامي انه لا
يحبك الاّمومن ولا يبغضك الامنافق۔

2۔ عن المساعد الحميري عن امه قالت دخلت علي ام
سلمة فسمعتها تقول كان رسول اللهﷺ يقول لا يحب
عليا منافق و لا يبغضه مومن

(الترمذی، کتاب المناقب رقم الحدیث 3736)

وقال عنه و هذا حديث حسن صحيح

3۔ حضرت زر بن جیش حضرت علی المرتضیٰ سے نقل فرماتے ہیں
اور حضرت مساعد حمیری کی والدہ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ سے
روایت کرتی ہیں کہ سید الاولین والآخرین فخر انبیاء و مرسلین
فرمایا کرتے کہ علیؑ سے محبت صرف مومن کرتا ہے اور علیؑ سے بغض
صرف منافق کرتا ہے۔

اب جو آیت مبارکہ فاضل مصنف نے درج فرمائی ہے ملاحظہ ہو۔

ومن يقتل مومنا متعمدا فجزائه جهنم خالدا فيها و غضب الله عليه و لعنه و اعدله عذابا عظيما۔

(سورۃ النساء 4/93)

”جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے ہمیشہ کیلئے اس میں رہے گا“۔

اللہ کا اس پر عذاب ہے اللہ کی اس پر لعنت ہے اللہ نے اس کیلئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں جو بھی کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کیلئے

1۔ جہنم 2۔غضب الہ العالمین 3۔لعنت رب العالمین

4۔اور دردناک عظیم عذاب ہے۔

61،60 ہجری میں قتال ہوا۔ قاتل شامی تھے اور مقتولین اصحاب حسین علیہ السلام۔

اللہ فرماتے ہیں جو عمداً قتال کرے مومنین کا، پس اس کیلئے ہے جہنم، غضب، لعنت، عذاب عظیم۔ کیا یزید کو حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کا علم نہ تھا کہ وہ مومنین ہیں۔ عمرو بن سعد، شمر ذی الجوشن، خولی، سارے لشکر یزید کے ذمہ داران آفیسرز اس بات سے جاہل تھے کہ حسین علیہ السلام اور اصحاب حسین علیہ السلام مومنین ہیں؟ کیا ان لوگوں کا قتل عمداً نہیں۔ سہواً یا خطا ہو گیا ہے؟۔

اللہ فرماتا ہے یہ عمداً قتل کرنیوالے جہنمی ہیں ہم انہیں جہنمی ماننے کیلئے تیار نہیں اللہ کا اُن پر غضب ہے اور ہم انہیں مغضوب کی بجائے منعم علیہم ثابت کرنے پر کمر ہمت باندھے ہوئے ہیں۔

اللہ رب العالمین کی ان بدبختوں پر لعنت ہے اور ہم حضرت یزید رحمتہ اللہ علیہ منوانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

اللہ نے ان نابکاروں کیلئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے اور ہم ہیں جو ان کیلئے ایصال ثواب کی محافل سجائے بیٹھے ہیں جبکہ اپنے عزیز و اقارب کیلئے فاتحہ خوانی کے جواز کے قائل بھی نہیں ہیں۔

حضرت بانی اسلام فخر آدم و نسل بنی آدم علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

4۔ عن عمرو بن شاس الاسلمی قال خرجت مع علی الی الیمن (وکان من اصحاب الحدیبۃ) فجفانی فی سفری ذالک حتی وجدت فی نفسی علیه۔

فلما قدمت اظهرت شكاية فی المسجد حتی بلغ ذالك رسول الله ﷺ فدخلت المسجد ذات غدوة و رسول الله فی ناس من اصحابه فلما رانی امدّنی (يقول حدّرالی النظر) حتی اذا جلست قال يا عمر والله لقد آذيتنی قلت اعوذ بالله ان اوذيك يارسول الله قال بلی من آذی علياً فقد آذانی۔

(مسند امام احمد بن حنبل 3/483، مناقبت علی صفحہ53)

5۔ ''حضرت عمرو بن شاس اسلمی فرماتے ہیں ایک دفعہ میرا
حضرت علی المرتضیٰ کے ہمراہ یمن جانا ہوا۔ سفر میں مجھے حضرت
علی سے شکوہ شکایت ہوئی۔ میں نے یہ بات اپنے دل میں پائی
(یہ حضرت عمرو بن شاس صلح حدیبیہ کے موقع پر اصحاب بیعت
رضوان میں سے تھے) جب میں مدینہ شریف پہنچا تو میں نے
صحابہ کے سامنے اس کا اظہار کیا یعنی علی المرتضیٰ کی شکایت صحابہ
کے سامنے کی۔ حتیٰ کہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی''۔
''ایک دن صبح میں مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام
کے جلو میں تشریف فرما تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا
تو آپ کی نظریں مجھ پر رُک گئیں۔ جیسے ہی میں بیٹھ گیا تو آپؐ
نے فرمایا عمرو اللہ کی قسم تو نے مجھے اذیت دی ہے۔ میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں کہ آپ
کو اذیت دوں۔ رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا ''علی کو اذیت
دینا میں محمد رسول اللہ (ﷺ) کو اذیت دینا ہے''۔

سانحہ کربلا کے مصنف کا

فرمان ملاحظہ ہو۔ یہ روایت بھی رسول اللہ ﷺ پر سفید جھوٹ ہے کہ آپ
فرمائیں جس نے میرے اہل بیت کا خون بہایا اور میرے خاندان کو اذیت دی۔
اس نے مجھے اذیت دی اس پر اللہ کا اور میرا غصہ سخت ہوگا۔

اگر یہ صاحب سچے ہیں اور یہ سفید جھوٹ ہے تو حضرت امام احمد بن حنبل تو
سفید جھوٹ فرمانے والے جاہل اور منافق ہوئے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

فاعتبروا یااولوا الباب

ویسے اس قبیل کی احادیث طیبات صرف امام احمد بن حنبل نے ہی رقم نہیں
فرمائیں کثیر محدثین ومفسرین کے اسماء مبارکہ آتے ہیں۔ مثلاً

6۔ عن عبدالله الجدلی قال دخلت علی ام سلمة فقالت
لی أیسب رسول الله فیکم قلت معاذالله (او سبحان
الله او کلمة نحوها) قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول
من سبّ علیا فقد سبنی۔

''حضرت عبداللہ جدلی فرماتے ہیں میں حضرت اُم المومنین
حضرت اُم سلمہ کے پاس حاضر ہوا تو اُم المومنین نے فرمایا عبداللہ
کیا تمہاری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کو گالی دی جاتی ہیں''۔
میں نے عرض کیا 'اللہ کی پناہ، الامان والحفیظ'۔

اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ عبداللہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ
فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو گالی دی اس نے میں محمد ﷺ کو گالی دی۔
(اخرجه الامام احمدبن حنبل فی مسنده ۵/۳۲۰ وقال الهیثمی رواهٔ احمد وفیه ابو

سلمان و لم المرفه الادن یکون بشیر بن سلمان خان کان ہو فہو تقته وبقية رجاله ثقات۔ مناقب علی صفحه 63)

7۔ قال رسول الله ﷺ و قد اخذ بيدالحسن و الحسين من احبنّی واجب هذين و اباهما و امهما كان معی فی درجتی یوم القيامة

(ترمذی شریف۔ اسنادہ حسن المسند بتحقيق شاکر 2/576 مناقب علی و الحسنین و امہا۔ صفحہ 13)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ مولا حسن اور مولا حسین کے مبارک ہاتھوں کو رسول اللہ ﷺ پکڑے ہوئے تھے جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے والد اور والدہ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

8۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ احبوا الله لما يغذوكم به من نعمه و احبوانی بحب الله و احبوا اهل بيتی لحبی۔

(ترمذی شریف۔ رقم الحدیث 3789)

''حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا اللہ سے محبت کرو کیونکہ اس کے احسانات وعطیات تم پر وافر ہیں اور مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اہل بیت سے محبت کرو کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں''۔

9۔ عن زيد بن ارقم ان رسول الله ﷺ قال لعلی و فاطمة و الحسن و الحسين انا حرب لمن حاربتم و سلم لمن سالمتم

(الترمذی 5/699، کتاب المناقب رقم الحدیث 3870 مسند الامام احمد بن حنبل 2/244 مناقب 12)

حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا۔

''حضرت علی، حضرت زہرا، حضرت حسن و حضرت حسین علیہم السلام کے محاربین کیلئے میرا اعلان جنگ ہے اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں کیلئے میں پیامبر صلح وسلامتی ہوں''۔

10۔ عن انس بن مالك كان عند النبی ﷺ طير فقال اللهم ائتنی باحب خلقك اليك ياكل معی هذا الطير فجاء علی فاكل معه

(اخرجہ الترمذی' کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۷۲۱ مکرر، ۳۷۲۶، ۵/۷۳۶، ۷۳۷۔ مناقب علی والحسن و الحسین وامہا۔ ص 106)

''حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ پرندے کا گوشت تناول فرمانے لگے تو آپ نے اللہ کریم جل جلالہٗ کی بارگاہ اقدس میں دعا کی۔ اے اللہ جو تجھے تیری مخلوق میں سب سے پیارا ہے اسے بھیج تا کہ میرے ساتھ کھانے میں شامل ہو''۔

پس علی المرتضیٰ تشریف فرما ہوئے اور رسول معظم ﷺ کے ہمراہ کھانے میں شامل ہوئے۔

11۔ قال النبی ﷺ لعلی انت منی و انا منك

(بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ)

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا!

''علی آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں''۔

12۔ عن حبشی بن جنادہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ
یقول علی منی و انا منہ لا یودی عنّی الا علی

(سنن ابن ماجہ شریف: المقدمہ باب فی فضائل اصحاب رسول ﷺ ص 119 المناقب ص 77)

''حبشی بن جنادہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمایا کرتے علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ میری طرف سے کوئی ادائیگی نہ کرے سوائے علی کے''

عن ابن بریدہ عن ابیہ قال، قال رسول اللہ ﷺ امرنی بحب اربعۃ و اخبرنی انہ یحبھم قیل یا رسول اللہ سمّھم لنا قال علی منھم یقول ذالک ثلاثا وابو ذر و المقداد و سلمان امرنی بحبھم و اخبرنی یحبھم۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ان کے نام بتایئے۔ آپ نے فرمایا! علی ان میں سے ایک ہے''۔

(الترمذی کتاب المناقب 3718 و ہذا حدیث حسن، سنن ابی ماجہ شریف، المقدمہ باب فضائل اصحاب رسول اللہ رقم الحدیث 149، مسند احمد بن حنبل 5/351)

13۔ عن اُم سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول علی مع القرآن و القرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض۔ (العجم الصغیر للطبرانی)

''علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں کبھی بھی جدا نہ ہونگے حتیٰ کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے''۔

14۔ عن ابی ذر قال، قال رسول اللہ ﷺ لعلی یا علی من فارقنی فارق اللہ و من فارقك یا علی فارقنی

(رواۃ البزاز و رجالہ ثقات مناقب علی الحسن و الحسین و امھما ص 193 دلجوعہ دار الوعی۔ حلب)

15۔ عن ام سلمۃ انھا کانت تقول کان علی علی الحق من اتبعہ اتبع الحق و من ترکہ ترك الحق عھد مسعھود قبل یومہ ھذا

(رواۃ الطبرانی و ایضا الھیثمی 9/135 و ایضا ص 193)

''حضرت حرم رسول معظم ﷺ جنابِ اُم المومنین ام سلمہ فرمایا کرتی کہ علی حق ہیں جس نے علی کی اتباع کی اس نے حق کی اتباع کی اور جس نے اسے چھوڑا اس نے حق چھوڑ دیا''۔

16۔ عن عامر قال غسل رسول اللہ ﷺ علی بن ابی طالب و الفضل بن العباس و اسامۃ بن زید و کان علی یغسلہ و یقول بابی انت و امی طبت میتا و حیاً

17۔ عن عبدالواحد بن ابی عون قال، قال رسول اللہ ﷺ لعلی بن ابی طالب فی مرضہ الزی توفی بہ اغسلنی یا علی اذامت فقال یارسول اللہ ماغسلت میتا قط فقال رسول اللہ ﷺ انك ستھیا او تیسیر قال علی فغسلت فما آخذ عضوا الا تبعنی و الفضل اخذ بحضنہ یقول اعجل یا علی انقطع طھری

(الطبقات الکبری لابن سعد 4/477، مناقب علی 175)

''حضرت عامر فرماتے ہیں حضرت رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی بن ابی طالب نے غسل دیا اور فضل بن عباس، اسامہ بن زید آپ کے ساتھ معاونین تھے۔ حضرت علی غسل بھی دے رہے تھے اور سید العالمین کی حیات ظاہری اور وصال مبارک کی تعریف بھی فرما رہے تھے''۔

''حضرت عبدالواحد بن ابی عون فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں حضرت علی المرتضیٰ کو وصیت فرمائی تھی کہ آپ رسول کائنات ﷺ کو غسل دیں۔ تو علی المرتضیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کبھی اموات کو غسل دیا ہے؟ تو رسول اللہ نے فرمایا تمہارے لیے اس معاملہ کو آسان بنا دیا جائیگا۔ علی المرتضیٰ فرماتے ہیں میں نے سید الانبیاء والمرسلین کو غسل دیا جب کسی عضو مبارک کو ہاتھ لگاتا تو وہ میری اتباع میں حرکت کرتا۔ حضرت فضل بن عباس بھی شامل تھے اور عرض کرتے علی جلدی کرو میری تو کمر ٹوٹی جارہی ہے''۔

......

المستفادات (مذکورہ الصدر احادیث طیبات میں)

☆ علی کی محبت	علامت ایمان
☆ علی کی عداوت	علامت نفاق
☆ علی کی اذیت	اذیت رسول اللہ
☆ علی کو گالی دینا	رسول اللہ کو گالی دینا ہے
☆ علی کی صلح	رسول اللہ کی صلح
☆ علی سے جنگ	رسول اللہ سے جنگ
☆ علی قرآن کے ساتھ	قرآن علی کے ساتھ
☆ حق علی کے ساتھ	علی حق کے ساتھ

علی مخلوق اللہ رب العالمین میں سب سے محبوب بارگاہ اللہ رب العالمین ہیں رسول اللہ ﷺ نے علی المرتضیٰ کو فرمایا 'علی المرتضیٰ مجھے غسل آپ دینا'۔

اگر اب چودہ سو سالوں کے بعد کوئی یہ کہے یہ احادیث طیبات نقل فرمانے والے راویان احادیث جاہل، منافق اور سفید جھوٹ لکھنے والے ہیں تو اللہ کریم ہی ہے جو ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہدایت کے دروازے کھول دے۔

جب ہم بخاری شریف، ترمذی شریف، سنن ابن ماجہ شریف، طبقات ابن سعد جیسے جید علمائے کرام پر جہالت، نفاق اور جھوٹ کا الزام لگا دیں گے تو پھر اہل السنہ والجماعت کہلانا ہمیں زیب نہیں دے گا۔ کیونکہ اہل السنہ والجماعت کے نزدیک یہ شخصیات مسلمہ ہیں۔ تام الضبط، عادل، ثقہ اور صاحب ایمان لوگ ہیں اور اسلام میں ید طولیٰ رکھنے والی شخصیات ہیں۔

1۔ عن ام سلمة ان رسول الله ﷺ دعا فاطمة يوم الفتح فناجاها فبكت ثم حدثها فضكت قالت۔

فلما توفى رسول الله ﷺ سالتها عن بكائها و ضَحك قالت اخبرني رسول الله ﷺ انه يموت فبكت ثم اخبرني انى سيدة نساء اهل الجنة الامريم بنت عمران فضكت۔

(ترمذی ، کتاب المناقب ، باب فضل فاطمة رقم الحديث 3873)

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ بیشک رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کو بلایا فتح مکہ کے دن ان کے ساتھ مناجات کی۔ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا رونے لگی، پھر آپ نے گفتگو کی پس آپ کھل کر مسکرانے لگیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں''۔

''رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد میں نے سیدہ فاطمہ سے رونے اور مسکرانے کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ پہلی بار رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے وصال کی خبر دی تو میری آہ و بکا کا منظر آپ نے دیکھا، دوسری بار آپ نے فرمایا کہ فاطمہ آپ جنتی خواتین کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران کے، تو میں مسکرانے لگی''۔

2۔ عن عائشه قالت دعا النبى ﷺ فاطمه ابنتهٔ فى شكوهٔ الذى قبض فيه فسارها بشى فبكت ثم دعاها فسارّها فضحكت قالت فسا لتها عن ذالك فقالت سارنى النبى ﷺ فاخبرنى انه يقبض فى وجهه الزى توفى فيه فبكيت ثم سارنى

فاخبرنى انّى اول اهل بيته اتبعه فضحكت۔

''حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے مخدومہ فاطمہ الزہرا کو بلایا۔ رحمت اللعالمین ان دنوں اسی مرض میں مبتلا تھے جس میں آپ کا وصال ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے آہستہ سے فاطمہ زہرا سے کوئی بات کی۔ مخدومہ فاطمہ زہرا وہ سن کر رونے لگی پھر نبی کریم ﷺ نے دوبارہ آہستہ سے ہی کچھ فرمایا جسے سن کر مخدومہ فاطمہ زہرا کھل کر مسکرانے لگیں۔ جب میں نے آپ سے سوال کیا تو حضرت فاطمہ الزہراؑ نے فرمایا کہ پہلے تو سرور کائنات ﷺ نے اپنے وصال کی خبر دی تھی تو میں نے آہ و بکا کی۔ دوسری بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں فاطمہ الزہراؑ سب سے پہلے آپ کے اہل بیت میں سے حضورؐ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہوں گی تو میں مسکرانے لگی''۔

(صحیح مسلم شریف ، کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل فاطمہ صفحہ 893,97، مناقب صفحہ 252)

3۔ حضرت عائشہ روایت فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے تمام حرم، امہات المومنین آپ کے پاس جمع تھیں، کوئی بھی غیر حاضر نہیں تھیں۔ پاک زہرا فاطمہ قدم رنجہ فرما ہوئیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا بی بی کا چلنا رسول اللہ کی طرح تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ مرحبا میری لخت جگر۔ پاک بی بی کو رسول اللہ نے اپنے دائیں طرف بٹھا لیا یا شائد یہ بائیں طرف بیٹھی تھی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سے کوئی بات کہی تو آپ رونے لگی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سے کوئی بات فرمائی تو آپ کھل کر مسکرائی۔

میں نے پوچھا پاک فاطمہ آپ کو کس چیز نے رلا دیا۔ حضرت فاطمہ الزہرہ نے جواباً فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا نہ کروں گی۔ میں نے پھر کہا ہم نے خوشی و غمی کو اتنا قریب کبھی نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کوئی گفتگو فرمائی جو ہم میں سے کسی سے بھی آپ نے نہیں کی تو آپ رونے لگیں۔ میرے دوبارہ سوال کرنے پر بھی وہی پہلے والا جواب فاطمہ الزہرہ نے دیا کہ میں رازِ رسول اللہ کو افشا نہ کروں گی۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا میں نے پھر عرض کیا تو حضرت فاطمہ الزہرہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جبرئیل ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن سنتا اور سناتا تھا لیکن اس دفعہ دو مرتبہ جبرئیل نے مجھ سے قرآن سنا اور سنایا ہے میرا خیال ہے کہ میں اس سال داعی اجل کو لبیک کہوں گا اور آپ ہی مجھ سے میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے ملاقات کریں گی اور میں تمہارے لیے کتنا ہی بہترین اثاثہ ہوں جو تم سے پہلے تمہارے لیے جا رہا ہوں پس میں رونے لگی۔ پھر آپ نے فرمایا فاطمہ الزہرہ کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ تمام مومنین عورتوں کی سردار ہیں یا آپ نے فرمایا کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ اس خیر الامم کی تمام عورتوں کی آپ سردار ہیں تو میں مسکرا دی۔

(مسلم شریف، مسند احمد بن حنبل، طبقات ابن سعد)

عن علی ان فاطمة اتت النبی ﷺ تشکو الیه ماتلقی فی یدها من الرحی و بلغها انه جاءہٗ رقیق فلم تصادفه فذکرت ذالك لعائشه فلما جاء اخبرته عائشه قال فجاء نا و قد اخذنا مضاجعنا فذهبنا نقوم فقال علی مکانکما فجاء فقصد بینی و بینها حتی و جدت برد قدمیه علی بطنی فقال الا ادلکما علی خیر مما سالتما اذا اخذتما مضاجعکما او اویتما الی فراشکما فسبحا ثلاثا و ثلاثین و احمد اثلاثا و ثلاثین و کبّرا اربعاو ثلاثین فهو خیر لکما من خادم۔

(بخاری شریف، کتاب النفقات، باب عمل المراة فی بیت زوجہا مسلم شریف، کتاب الذکر و الدعا، باب التسبیح اول النہار و غدالنوم 2091)

''حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں حضرت فاطمہ الزہرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور اپنے ہاتھوں پہ چکی پینے کے نشانات دکھا کر عرض گزار ہوئیں یا رسول اللہ ﷺ آپکے پاس غلام لائے گئے ہیں حضرت عائشہ و علی کی موجودگی میں جو سید الانبیاء المرسلین نے مخدومہ کونین فاطمہ الزہرہ کو جواب عطا فرمایا!

''میں تمہیں غلاموں سے بہتر شے کی رہنمائی نہ کروں؟ دونوں علی المرتضیٰ جنابہ زہرہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا سرکار ارشاد فرمایئے

''آپ نے فرمایا! جب تم دونوں اپنے بستروں کی طرف پلٹو تو 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد اللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو یہ تمہارے لیے نوکروں سے بہتر ہے''۔

5۔عن انس قال لمّا ثقل النبی ﷺ جعل یتغشاہ فقالت فاطمۃ واکرب اباہ، فقال لھا لیس علی ابیک کرب بعد الیوم فلما مات قالت یا ابتاہ۔ اجاب ربا دعاہ۔ یاابتاہ من جنۃ الفردوس ماواہ یاابتاہ۔الی جبرئیل ننعاہ فلما دفن قالت فاطمۃ یاانس اطابت انفسکم ان تحثو علی رسول اللہ التراب۔

(بخاری شریف۔ المسند احمد بن حنبل 3/64، کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ و وفاتہ الطبقات الکبری لابن سعد 2/311)

''حضرت انس فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے سکرات الموت کا ثقل محسوس کیا تو آپ پر غشی کے دورے شروع ہوئے۔ حضرت فاطمہ الزہرہ نے بلند آواز سے مزید کہا۔ ہائے ابا جان، ہائے مصیبت۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹی آج کے بعد آپ کے باپ پر کوئی مصیبت نہ آئے گی۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا تو حضرت فاطمہ الزہراہ سلام اللہ علیہا نے با آواز بلند کیا۔یا ابتاہ۔ ہائے ابا جان،من جنتہ الفردوس ماواہ۔ آپ کا جنت الفردوس کیا خوب ٹھکانہ ہے۔ہائے ابا جان۔ حضرت جبرئیل سے ہم آپ کی موت کا ذکر کرتے ہیں۔ جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ انس تمہارے اوپر کیا گزری جب تم رسول اللہ ﷺ پر مٹی گرا رہے تھے۔

6۔قال محمد بن عمرو ولدت فاطمۃ لعلی الحسن و الحسین ، ام کلثوم و زینب بنت علی

''حضرت محمد بن عمر فرماتے ہیں علی المرتضیٰ کی اولاد طاہرہ سیدۃ فاطمۃ الزہرہ سے جو تولد ہوئے۔

ا۔حضرت حسن مجتبیٰ ۲۔حضرت حسین سید الشہداُ

۳۔حضرت ثانیٔ زہرہ زینب ۴۔حضرت ام کلثوم سلام اللہ علیہن

7۔عن الذھری قال عاشت فاطمۃ بعد النبی ﷺ ثلاثۃ اشھر و عن ابی جعفر قال ستۃ اشھر۔

وعن عروۃ ان فاطمۃ توفیت بعد النبی ﷺ ستۃ اشھر۔

حضرت محمد بن عمر فرماتے ہیں 3 رمضان المبارک پیر کے بعد، پیر اور منگل کی درمیانی رات 29 سال کی عمر مبارک میں گیارہ ہجری رسول اللہ کے وصال کے چھ ماہ یا تین ماہ بعد حضرت فاطمۃ الزہرہ نے اس دنیا سے ملک بقا کو رحلت فرمائی۔

(الطبقات ، لابن سعد 8/28، مناقب علی صفحہ283)

حضرت علی المرتضیٰ نے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کو رات کو دفن کیا حضرت علی المرتضیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت زین العابدین علی بن حسین فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا میری دادی کو آپ لوگوں نے کب دفن کیا تو آپ نے فرمایا رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا۔رات پر سکون ہو چکی تھی۔ ہم نے مخدومہ کو دفن کیا۔ میں نے کہا جنازہ کس نے پڑھایا آپ نے فرمایا علی المرتضیٰ نے۔ جنت البقیع میں راستے سے سات ہاتھ آگے جا کر دار عقیل کے زاویے میں درخشین کے سامنے مخدومہ کونین کی قبر انور بنائی گئی۔

(طبقات لابن سعد)

قل لا اسئلکم علیه اجرا الاالمودة فی القربی

(سورة شوری نمبر 42/23)

''اے رسول برحق آپ فرمادیں نہیں مانگتا میں تم سے اس دعوتِ حق پر کوئی معاوضہ بجز محبت قربیٰ کے''۔

رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا کے مصنف صفحہ 89 پر فرماتے ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ آیت حسنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے' بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہ آیت سورۃ شوریٰ کی ہے اور سورۃ شوریٰ مکی ہے اور حسنین رضی اللہ عنہما کیا معنیٰ؟۔ حضرت فاطمہ کی شادی سے بھی پہلے نازل ہوئی ہے۔ آپ کا عقد ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں ہوا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہجرت کے تیسرے اور چوتھے سال پیدا ہوئے پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟

اب ذرا دیانتداری سے امہات الکتب کھولتے ہیں اور دیکھتے ہیں کون کون مفسرین قرآن بقول مصنف رسالہ رسومات محرم الحرام کے بالکل سفید جھوٹ ارشاد فرمانے والے ہیں اور کتنے محدثین کرام کی گردنیں ایک ہی وار سے اڑتی دکھائی دیتی ہیں اور دنیا کیوں نہ صاحب موصوف کو داد تحسین پیش کریگی۔

1۔ قربیٰ سے مراد کہ تم اپنے اقرباء سے پیار کرو۔

2۔ تم سب مسلمان مہاجرین و انصار آپس میں محبت و پیار سے رہو یہی میرا اجر رسالت ہے۔

3۔ تم میری قرابت کا لحاظ رکھو۔ مثلاً امہات المومنین میری بیویاں ہیں ان سے پیار کرو' صحابہ کرام میرے اصحاب ہیں انہیں محبت و پیار سے یاد کرو۔

4۔ مسلمان سارے کے سارے اولین و آخرین' اسلام کی بنیاد پر ایک دوسرے سے محبت و پیار سے رہو یہی میری محنت کا اجر ہے۔

حضرت سعید بن جبیر نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا۔

ان تودوا قرابتی و عترتی و تحفظونی فهیم

''میں تم سے یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے قرابت داروں اور میری عترت و اولاد سے محبت کرو اور ان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھو''۔

(تفسیر مظہری جلد نمبر 8 ص 318، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان۔ علامہ محمد ثناء اللہ پانی پتی الحنفی المجددی النقشبندی)

اس کتابچے میں پہلا نام حنفی المسلک' نقشبندی مجددی محمد ثناء اللہ پانی پتی کا مذکور ہو رہا ہے جنہوں نے لفظ قربیٰ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار اور عترتِ رسول' اولادِ رسول اللہ ﷺ مراد لئے ہیں۔

اب آیت ملاحظہ ہو۔ قل اے رسول معظم فرمادیجئے۔ **لا اسئلکم**' اے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اللہ کا رسول تم سے سوال نہیں کرتا۔ **الا** مگر **المودة فی القربیٰ** ' میرے قریبوں سے مودت کرنا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ رسالہ رسومات کے مصنف ضحاک بن مزاحم اور حسین بن فضل کی طرح یہ ارشاد فرمادیتے کہ یہ آیت **لا اسئلکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین** کے جملے سے منسوخ ہوگئی تھی۔ لہٰذا اب اس پر عمل کرنا منع ہے۔

لیکن یہ جرأت تو وہ فرما نہ سکے کیونکہ امام بغوی نے ان صاحبان کو منہ توڑ جواب دیے تھے اور فرمایا تھا۔ **هذا قول غیر مرضی**۔ ''یہ بات کوئی اچھی نہیں

"کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے قربیٰ کی مودت شک وشبہ سے بالا اور امور دینیہ میں فرائض کی حیثیت رکھتی ہے یہ نسخ کا احتمال بھی نہیں رکھتی۔

رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان **لایومن احد کم حتیٰ اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین۔** تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے ماں' باپ اور سارے لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ رکھے۔

حضرت انس سے ہی دوسری روایت بھی مروی ہے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں جس میں یہ تین صفات ہوں اس نے حلاوت ایمان کو پالیا۔

نمبر 1۔ جو اللہ اور رسول اللہ کو سب سے بڑھ کر پیار کرے۔

نمبر 2۔ جو کسی بندے سے صرف اللہ کی وجہ سے پیار کرے۔

نمبر 3۔ جو کفر میں واپس جانا ایسے خیال کرے جیسے آگ میں پھینکا جا رہا ہو۔

یہ دونوں احادیث طیبات بخاری و مسلم میں موجود ہیں اور ان پر اجماع کا بھی انعقاد ہے۔ یہاں یہ کہنا ممکن ہے کہ اہل بیت کی محبت فرض ہے لیکن شان رسول اللہ ﷺ کی وجہ اجر رسالت صرف یہ نہیں ہے محبت اہل بیت فرض ہے اور ساتھ ساتھ فرائض شرعیہ بھی لازم ہیں اور یہ بات ممکنات میں ہے کہ اہل بیت کی محبت کے ساتھ ساتھ اور بھی اجر رسالت ہو۔

و هذا قول الحسن قال هو القربی الی الله یقول۔

التقرب الی الله التود الیه بالطاعة والعمل الصالح

"یعنی حضرت حسن فرماتے ہیں۔ **تقرب الله اور مودت الی الله۔** اسکی اطاعت اور اعمال صالح ہیں اب معنی یوں بنے کہ اہل بیت کی محبت اصل ہے اور اطاعت واعمال اس کی فرع ہیں محبت ذوالقربیٰ شجر طیبہ ہے اور اعمال صالح اس کے ثمرات۔

حضرت ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے نقل فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا۔

یارسول الله من قرابتك مولاً و جبت علینا مودتهم ؟

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے قرابت دار کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ علیؑ فاطمة والحسن والحسین۔ میرے قرابت دار حضرت علی حضرت فاطمہ الزہرہ، حضرات حسنین ہیں۔

(تفسیر روح المعانی حضرت علامہ سید محمود آلوسی البغدادی الحنفی اور تفسیر نسفی علامہ عبداللہ بن احمد بن محمود ملاحظہ ہوں).

حضرت رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔

یارسول الله ﷺ من قرابتك هو لاء الذین وجبت علینا مودتهم۔

یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کے قریبی کون کون ہیں جن کی مودت فرض ہے تو رحمت کائنات **علیه اطیب التحیة والثنا وعلی آله الاطهار** نے جواباً فرمایا۔ علی، فاطمہ اور حسنین کریمین۔

(تفسیر روح المعانی جلد نمبر25صفحہ 3. تفسیر نسفی، مطبوعہ مصر)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رقمطراز ہیں۔

یا رسول الله من قرابتك هولاء الذین و جبت علینا

مودتھم قال علی و فاطمة والحسن و الحسین۔

''یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت
فرض ہے تو آپ نے فرمایا۔ علی، فاطمۃ الزہرہ اور حسنین کریمین''۔

حضرت ابن عربی نے اس سے آگے کیا خوب فیصلہ فرمادیا ہے۔
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

حرمت الجنته علی من ظلم اهل بیتی و اذانی فی عترتی۔

''وہ شخص جنت سے محروم ہو گیا جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا
جس نے مجھے میری عترت کی وجہ سے اذیت دی''۔

المستفادات

☆ رسول اللہ ﷺ نے اس ظاہری دنیا میں اجر کس سے مانگنا تھا خیبر کے یہودی تو آپ کے بڑے مشکور ہوں گے جنہیں رسالت مآب نے مدینہ سے ملک بدر کر دیا تھا۔

☆ نجران کے عیسائی آپ پر بڑے خوش ہونگے جن کی اولادان کے دین کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئی تھی۔

رسول اللہ نے یہ اجر کی بات اس وقت کی تھی جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنی اپنی بساط کے مطابق مالی خدمات پیش کی تھیں تو سرکار ابد القرار، سید الاولین والاخرین نے فرمایا۔ میرا اجر یہ چند ٹکے نہیں یہ مال تم اپنے اپنے گھروں کو لے جاؤ یہ

ساری کائنات متاع قلیل ہے۔ یہ دنیا و مافیہا تو شاید سید الانبیاء کے گریہ نیم شب کے ایک قطرے کی بھی قیمت نہیں۔

تمہاری کامیابیوں کا راز اسی میں ہے اور یہی میرا اجر رسالت ہو گا کہ میرے قربی سے پیار کرنا یہ رسول اللہ نے ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی اصحاب بدر' اصحاب احد و خندق کے سامنے فرمایا تھا۔ اب معاملہ صاف ہو گیا ہے۔

لا اسئلکم کے مخاطب، کفار و مشرکین نہیں بلکہ مسلمان تھے اور آج بھی چشم تصور سے دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ خطاب فرما رہے ہیں اور ہم خطاب سننے والوں میں سے ہیں۔

لا اسئلکم علیه اجرا الاالمودة فی القربی۔

''رسول اللہ ہمیں فرما رہے ہیں اجر رسالت ادا کرو''۔

یہ مہربانی رسول اللہ ﷺ کی، کہ آپ نے صحابہ سے مال وصول نہیں کیا اگر مال وصول فرماتے تو شاید سارے صحابہ کرامؓ ایک ترازو پر پورے نہ اترتے۔

اگر مال وصول فرماتے تو شاید آج ہماری آنکھیں یہود نصاریٰ کے سامنے جھک جاتیں۔ اس کریم آقا علیه الصلوة والسلام و علی اولادہٖ و ابائه نے ہماری بھی لاج رکھ لی اور اسلام اور مسلمانوں کو بھی بچا لیا۔ اور ہم ہیں کہ نہ اجرِ رسالت دینے کیلئے تیار ہیں اور نہ اجر رسالت مودۃ فی القربیٰ ماننے کیلئے تیار ہیں۔

الحسن والحسین

1۔ عن عبداللہ بن بریدہ قال سمعت ابی یقول ان الرسول اللہ ﷺ عق عن الحسن و الحسین۔

''حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد بریدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مولاً حسن اور مولاً حسین علیہما السلام کی طرف سے ولادت حسنین کے ' ساتویں دن بکرے منگوا کر ذبح فرمائے۔ اس عمل سے عقیقہ کروانا مذکور ہے''۔

(یہ مذکورہ الصدر حدیث مبارکہ مسند احمد بن حنبل میں دو جگہ پر مذکور ہے۔ جلد نمبر 5 صفحہ 561,533)

2۔ عن عبدالرحمن بن ابی نعیم قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان الحسن و الحسین هما ریحا نتیٰ من الجنة۔

(ترمذی شریف۔ کتاب مناقب الحسن والحسین وہذا حدیث صحیح، رقم الحدیث 3770)

''حضرت عبدالرحمٰن بن ابی نعیم فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک حسن اور حسین دونوں میرے جنتی پھول ہیں''۔

3۔ عن انس بن مالك قال سئل رسول الله ﷺ ای اهل بیتك احب الیك قال الحسن و الحسین و کان یقول لفاطمة ادعی ابنی فیشمهما ویضمهما الیه

(ترمذی شریف۔ مناقب الحسن والحسین 3772 صفحہ۔ مسند احمد بن حنبل 5/369, 5/657)

''حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کو اہل بیت کرام میں سے سب سے پیارا

کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا حسن اور حسین اور آپ جب فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف فرما ہوتے تو فرمایا کرتے فاطمۃ الزہرہ میرے بیٹوں کو بلاؤ جب شہزادے حاضر ہوتے تو آپ اُنہیں سونگھتے اور دونوں کو سینہ مبارک سے لگا کر چمٹ جاتے''۔

4۔ وعن ابی هریرة ان النبی ﷺ قال للحسن اللهم انی احبه فاحبهٗ و احب من یحبه قال وضمه الی صدره۔

(سنن ابن ماجہ شریف۔ باب فضل الحسن والحسین، ص 142۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر 2/249)

''حضرت ابو ہریرہ نے روایت فرمایا ہے کہ بیشک نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن مجتبیٰ کے بارے میں فرمایا! ''اے اللہ بیشک میں اس سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار فرما اور ہر اس شخص کو محبوب بنا جو ان سے محبت کرتا ہے''۔

5۔ عن یعلی بن مره انهم خرجو امع النبی ﷺ الی طعام دعواله فاذا حسین یلعب فی السکة قال فتقدم النبی ﷺ امام القوم و بسط یدیه فجعل الغلام یفر ههنا و ههنا و یضا حکه النبی ﷺ حتیٰ آخذه فجعل احدی یدیه تحت ذقنه والاُخریٰ فی فأس راسه فقبله و قال حسین منّی و انا من حسین احب الله من احب حسینا۔ حسین سبط من الاسباط۔

(سنن ابن ماجه شریف۔ المقدمه باب فضل الحسن و الحسین صفحه 144 وقال الهیثمی ،اسناده حسن و رجاله ثقات)۔

''حضرت یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرام حضور پرنور ﷺ کے ساتھ ایک دعوت کیلئے جا رہے تھے گلی میں حضرت حسین کھیل رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام لوگوں سے آگے بڑھ کر بچے کو پکڑنے کیلئے ہاتھ پھیلائے۔ مولا حسین علیہ السلام نے اِدھر اُدھر دوڑنا شروع فرمایا! کریم آقا رحمت کائنات ﷺ نے بچے کو خوش کرنے کے بعد پکڑ لیا۔ حضور ﷺ نے ایک ہاتھ مولا حسین کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ہاتھ فأس الرأس۔ سر پہ رکھ کر مولا حسین کا بوسہ لیا۔ اور فرمایا حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس شخص کو محبوب رکھتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے حسین سبط من الاسباط ہیں''۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ من احبّهما فقد احبنی و من ابغضهما فقد ابغضنی یعنی حسنا و حسینا۔

(سنن ابن ماجه ، فی المقدمه با ب 11مناقب الحسن و الحسین 143، مسند احمد بن حنبل 2/288اسنادة صحیخ و رجاله ثقات)

''حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے ان دونوں شہزادوں سے محبت کی اس نے میں محمد رسول ﷺ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا''۔

یعنی حسنین کی محبت رسول اللہ ﷺ کی محبت اور حسنین سے بغض رسول اللہ ﷺ سے بغض ہے۔

عن ابی حازم قال انی لشاهد یوم مات الحسن فذکر القصة فقال ابوهریرة سمعت رسول الله ﷺ یقول من احبهما فقد احبنی و من البغضهما فقد البغضنی۔

(مسند احمد بن حنبل 2/531ابن ماجه شریف 399/398/400 ، اسنادة صحیح)

حضرت ابو حازم فرماتے ہیں، میں مولا حسن کے وصال کے موقع پر حاضر تھا انھوں نے سارا واقعہ سنایا اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت نقل فرمائی کہ ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے میں محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھے مبغوض جانا۔

عن عبدالله بن بریده قال سمعت ابی بریده یقول کان رسول الله ﷺ یخطبنا فجأ الحسن و الحسین علیهماقمیصان احمران و یعثران فنزل رسول الله ﷺ من المنبر فحملهما فوضعهما بین یدیه ثم قال صدق الله انما اموالکم و اولادکم فتنة نظرت الی هذین الصبیین یمشیان و یعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثنی و رفعتهما۔

(ترمذی شریف۔ کتاب المناقب مناقب الحسن و الحسین 3774وہذا حدیث حسن غریب۔ مسند امام احمد بن حنبل 5/354)

''حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اچانک حسنین کریمین تشریف لائے۔ دونوں شہزادوں نے سرخ رنگ کے قمیص مبارک پہنے ہوئے تھے

یعثران۔ نہ گرنے والے حسنینؑ زمین پہ گر پڑے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے خطبہ مبارک چھوڑ دیا پھر منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور دونوں شہزادوں کو اُٹھا لیا۔ منبر پر جلوہ فرما ہو کر شہزادگان کو سامنے کر کے قرآن کریم کی یہ آیت مبارک تلاوت فرمائی''۔

انما اموالکم و اولادکم فتنته۔

''تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے بہت بڑی آزمائش ہے''۔

پھر دونوں بچوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جب یہ چلتے چلتے نیچے گرے تو میں صبر نہ کر سکا۔ خطبہ چھوڑ کر منبر سے اُتر کر ان دونوں کو اُٹھایا۔

وعن ابی هریرة عن النبی ﷺ انه قال للحسن۔ اللهم انی احبه فاحبّه واحب من یحبه۔

(مسلم شریف۔ کتاب فضائل صحابہ باب فضل الحسن و الحسین صفحہ 56، 1882)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مولا حسن کے بارے میں فرمایا اے میرے کریم اللہ حسن میرا محبوب ہے تو بھی اسے محبوب بنا اور ہر اس شخص سے محبت فرما جو حسن کو محبوب رکھے''۔

......

واقعہ فاجعہ کربلا

عن عبدالله بن نجی عن ابیه انه سار مع علی و کان صاحب مطهرته فلما حاذی نینوی و هو منطلق الی صفین فنادی علی اصبر با عبدالله ؑ اصبر ابا عبدالله بشط الفرات قلت ماذا؟۔ قال دخلت علی النبی ﷺ ذات یوم و عیناه تفیضان قلت یا نبی الله اغضبك احد۔ ماشأن عینیك تفیضان ؟

قال بل قام من عندی جبریل قبل فحدثنی ان الحسین یقتل بشط الفرات قال فقال هل لك الی ان اشمك من تربته ؟ قال قلت نعم فمدّ یدهٗ فقبض قبضة من تراب فاعطا ینها فلم املك عینی ان فاختا۔

(مسند الامام احمد بن حنبل 1/75 برقم 648 اسنادہ صحیح، مجمع الزوائد، للهیثمی 9/178 رواة ابویعلی والبزاز والطبرانی ایضا و رجاله ثقالت)

''حضرت عبداللہ بن نجی نے اپنے والد سے روایت فرمایا ہے کہ ان کے والد حضرت علی المرتضٰی کے ہمراہ ایک سفر پہ روانہ ہوئے جب یہ لوگ نینویٰ کی سرزمین پہ پہنچے انھوں نے جانا صفین تھا۔ حضرت علی المرتضٰی نے فرمایا۔ اے ابو عبداللہ صبر، صبر یہ دریائے فرات کا کنارا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور کیا؟ تو علی فرمانے لگے''۔

ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ سید کائنات ﷺ کی آنکھیں برسات کی جھڑی کی طرح برس رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

کیا کسی نے آپ کو غضب ناک کیا ہے آپ کی آنکھیں آنسو کیوں برسا رہی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابھی ابھی جبرئیل امین میرے پاس سے اٹھے ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ دریائے فرات کے کنارے حسین علیہ السلام کو ظلماً قتل کر دیا جائیگا۔ اور مجھ سے کہنے لگے اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کو وہ مٹی بھی پیش کر سکتا ہوں میرے کہنے پر جبرئیل نے مٹھی بھر مٹی مجھے دی ہے وہ دیکھ کر میری آنکھیں صبر کے پیمانے سے لبریز ہو کر چھلکنے لگیں۔

عن ام سلمة قالت كان رسول الله جالساً ذات يوم فی بيتی قال لايد خل علیّ احد فانتظرت فدخل الحسين فسمعت نشيج رسول الله ﷺ يبكی فاطلعت فاذا حسين فی حجره والنبی ﷺ يمسح جبينه وهو يبكی فقلت والله ماعلمت حين دخل فقال ان جبرئيل عليه السلام كان معنا فی البيت قال افتحبّه ؟ قلت اما فی الدنيا فنعم قال ان امتك ستقتل هذا بارض يقال لها كربلا فتناول جبرئيل من تربتها فاراها النبی ﷺ فلما احيط بحسين حين قتل قال مااسم هذه الارض قالو كربلا۔ قال صدق الله ورسوله ...... كربلا۔ وفی رواية صدق رسول الله ﷺ ارض كرب وبلا۔

(رواة الطبرانی۔ ورجال احدها ثقات، مجمع الزوائد للهيثمی، 9/149)

"حضرت ام المومنین اُم سلمہ فرماتی ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا کوئی مجھے زحمت نہ دے

(کسی کو اندر نہ آنے دینا) پس میں نے کیا دیکھا کہ مولا حسین داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی اور مولا حسین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گود لیا ہوا ہے۔ سرور دنیا و دین جناب حسین علیہ السلام کی جبین مبارک صاف فرما رہے تھے اور مسلسل رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم با خدا مجھے علم ہی نہیں ہوا کہ حسین کب داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرئیل امین ہمارے ساتھ تھے اور وہ مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا میں حسین سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے کہا اس دنیا میں تو حسین میری جان ہے تو جبرئیل نے کہا! بیشک آپ کی امت عنقریب انہیں ایک ایسی زمین میں قتل کر دے گی جسے کربلا کہتے ہیں۔ جبرئیل امین نے وہ مٹی بھی مجھے دکھائی ہے"۔

جب حسین علیہ السلام کو گھیر کر اس جگہ پر لایا گیا تو آپ نے فرمایا! یہ کون سی جگہ ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا یہ کربلا ہے۔ تو حضرت حسین نے فرمایا کہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ کربلا، کرب وبلا۔ اور ایک روایت میں کہ مولا حسین نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے کہ زمین کربلا ......

عن انس بن مالك ان ملك المطر استاذن ربه ان ياتی النبی ﷺ فاذن له۔ فقال لام سلمة املكی علينا الباب لايد خل علينا احد قال و جاء الحسين ليدخل فنعته فوثب فدخل فجعل يقعد علی ظهر النبی و علی منكبه و

على عاتقه قال فقال الملك للنبى ﷺ أ تحبه قال نعم
قال امان امتك ستقتله و ان شئت اريتك المكان الذى
يقتل فيه۔ فضرب بيده فجاء بطينة حمراء فاخذ تها ام
سلمة فصر تها فى حمارها قال قال ثابت بلغنا انها
كربلا۔

''حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ بیشک ایک بار بارش کے فرشتے نے اللہ سے اذن لیکر شرف بارگاہِ رسالت حاصل کیا۔ اسے اجازت دیدی گئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں رسول اللہ نے فرمایا کہ ام سلمہ دروازہ بند کردو اور کوئی اندر نہ آئے۔ حضرت حسین تھوڑی دیر میں تشریف لائے۔ میرے منع کرنے کے باوجود اندر تشریف لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر کندھوں اور شانوں پر کھیلنے لگے۔ فرشتہ باراں نے عرض کیا یا نبی اللہ کیا آپ اس شہزادے سے محبت فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں، میرے محبوب ہیں۔ فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت عنقریب انہیں ظلماً قتل کردے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ مٹی دکھاؤں جس جگہ انہیں قتل کیا جائیگا۔ پس اس فرشتے نے مٹھی بھر سرخ رنگ کی مٹی پیش کردی۔ جسے حضرت ام المومنین اُم سلمہ نے اپنے دوپٹے میں سنبھال لیا۔ حضرت ثابتؓ فرماتے ہیں ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ وہ مٹی کربلا کی تھی''۔

عن عائشه او ام سلمة " شك الراوى" ان النبى ﷺ
قال لاحد هما لقد دخل علّى البيت ملك لم يدخل علّى
قبلها فقال لى ان ابنك هذا حسين مقتول و ان شئت
اريتك من تربة الارض التى يقتل بها قال فاخرج تربة
حمراء۔

(مسند الامام احمد بن حنبل.6/294)

''راوی الحدیث کو شک ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ حضرت ام المومنین اُم سلمہ سے فرمایا کہ میرے پاس آج ایک فرشتہ آیا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں آیا اور آکر اس نے مجھ سے کہا ہے کہ حضرت حسین کو ظلماً قتل کر دیا جائیگا۔ اگر آپ چاہیں تو وہ مٹی بھی آپ کو پیش کرسکتا ہوں جہاں مولا حسین شہید ہونگے تو اس نے سرخ رنگ کی مٹی بھی مجھے پیش کی''۔

واقعہ کربلا سانحہ نہیں یہ کوئی حادثاتی طور پر وقوع پذیر نہیں ہوا بلکہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑی تاریخ، حکمت باری تعالیٰ، فرامین رسول اللہ ﷺ کارفرما تھے۔

مسلمانوں کی حکومت صرف مکہ و مدینہ و شام و عراق تک محدود نہ تھی بلکہ 32 موجودہ ممالک پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔

حضرت حسین بن علی نے کربلا کے بجائے کسی اور میدان یا ملک کا سفر کیوں اختیار نہ فرمایا۔ اس لیے کہ اس میدان میں امام کے مظلوم ساتھیوں کی شہادت صرف رسول اللہ ﷺ نے ہی نہیں دی تھی حضرت علی المرتضیٰ بھی جب تک ان علاقوں سے گزرتے تھے ان کی بھی چیخیں بلند ہو جایا کرتی تھیں۔

اگر حسین بن علی کربلا تشریف نہ لاتے تو رسول اللہ ﷺ کی پشین گوئیاں کہاں جائیں کہ "میرے اس بیٹے کو ارض فرات۔ کرب و بلا کی سرزمین پر ظلماً قتل کر دیا جائے گا"۔ کیا علوم نبوت و رسالت پر قدغن نہ لگتی؟۔

اس کربلا کی تیاری کیلئے پاک زہرہ سلام اللہ علیہا نے اپنے شہزادے کو چکیاں پیس پیس کر تیار کیا تھا۔ یہی عظیم فرشتے رسول اللہ ﷺ سے عرض کرتے تھے۔ انہیں امتحانات کی بدولت رسول اللہ کو مقام شفاعت نصیب ہونا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت صرف آپ کی اپنی شہادت نہیں بلکہ یہ شہادت اور یہ امتحانات حضرت رسول اکرم ﷺ کے امتحانات اور رسول اللہ کی جہری شہادت ہے۔ اس واقعہ کو دو شہزادوں کی جنگ قرار دینا تاریخ کے ساتھ بڑا مذاق اور حقائق کا منہ چڑانا ہے۔

......

خدماتِ اسلام اور خاندان یزید بن معاویہ

فقد عرفنا کیف کان ابو سفیان فی عداوته النبی ﷺ و فی محاربته و جلابه علیه و فی غزوة اياة۔

"ہم مسلمانان عالم اسلام اس بات سے جاہل نہیں ہیں کہ ابو سفیان نے رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں کیا کچھ نہ کیا"۔

اور ہمیں ان کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ بارے بھی علم ہے کہ جناب حضرت ابوسفیان، حضرت عباس بن عبدالمطلب کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ جبکہ لشکر اسلام کا ہر فرد ابوسفیان کو قتل کرانا چاہ رہا تھا۔ یہ صاحب حضرت عباس بن عبدالمطلب کے پیچھے پیچھے رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوئے۔ جناب حضرت عباس نے سوال کیا یارسول اللہ آپ کریم آقا ہیں۔ ابوسفیان کو عزت و اکرام اور شرف اسلام حاصل ہونا چاہئے۔ سید العالمین ﷺ کے انعامات کی بارش جو مسلسل برس رہی تھی کس سے مخفی ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس کا کوئی بھی منکر کائنات میں موجود نہیں ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ کو جو جزاً حضرت ابوسفیان کے خاندان نے دی وہ تجاہل عرفانہ و عارفانہ تو ہو سکتا ہے یا پھر جہالت علمی دنیا میں بسنے والے کسی فرد سے اجر رسالت اور جزائے کرم نوازیاں مخفی نہیں۔

مثلاً حضرت معاویہ بن حضرت ابوسفیان نے حضرت علی المرتضٰی

اسداللہ الغالب ، لافتی الاعلی لا سیف الا ذوالفقار۔

من کنت مولاة فهذا علی مولاة۔ الحق مع علی علی مع

الحق۔ سید ولد آدم۔ سید العرب و العجم۔ سلطان
اقلیم ولایت۔ الحسن و الحسین سیدا شباب اهل
الجنته وعلی خیرٌ منهما

کے مصداق سے جنگیں لڑیں، کئی ہزار مجاہدین اسلام اور حفاظ قرآن
شہید ہوئے۔ بڑے بڑے جنگجو غازیان اسلام لقمہ اجل بنے۔

''کیا ان کا قتل رائیگاں جائے گا؟''

حضرت علی المرتضٰی خلیفہ چہارم کیا خلیفہ راشد نہ تھے۔ اگر کوئی خلیفہ راشد کی
بیعت نہ کرے بلکہ الگ لوگوں سے بیعت لینا شروع کردے تو کیا اسلام دین ہدایت و
حقانیت خاموش رہے گا۔ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان کتب احادیث میں
آج بھی موجود نہ ہے۔

اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر۔

''جب دو خلفا کی بیعت لی جارہی ہو تو دوسرے کو قتل کردو''۔

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق کون سے خلیفہ کو قتل کرنا چاہئے تھا
کیا خاندان حضرت ابوسفیان کی خدمات اسلام میں سے یہ بھی خدمت اسلام مذکور نہ
ہوگی؟ جسے مقتول ہونا چاہئے تھا وہ قاتل ہوا اور جو قاتل ہونا چاہئے تھا وہ مقتول ہوا۔

مضاوضته الحسن لمعاویة۔ صلح حضرت امیر
المومنین سبط رسول الله ﷺ عن ابی موسیٰ قال
سمعت الحسن یقول استقبل الحسن بن علی معاویة
بکتائب امثال الجبال فقال عمرو بن العاص انی لاری
کتائب لاتوتی حتٰی تقتل اقرانها فقال له معاویة و کان

والله خیرالرجلین ای عمر و ان قتل هولاً هولاً و هولاً
هولاً من لی بامور الناس من لی بنسائهم من لی بضیعتهم
فبعث الیه رجلین من قریش و من بنی عبد شمس۔
عبدالرحمن بن سمرة و عبدالله بن عامر بن کریز فقال
ازهبا الی هذا الرجل فاعرضا علیه وقولا له و اطلبا الیه
فاتیاهٗ فدخلا علیه فتکلما و قالا له و طلبا الیه فقال لهما
الحسن بن علی انا بنو عبدالمطلب قد احبنا من هذا
المال و ان هذه الدمة قد عاثت فی دمائها قالا فانه
یعرض علیك کذاو کذاو یطلب الیك ویسائك قال ممن
لی بهذا؟ قال نحن لك به فما سالهما شیاء الا قالا نحن
لك به فصالحه فقال الحسنُ ولقد سمعت اباکبرة یقول
رأیت رسول الله ﷺ علی المنبر و الحسن بن علی الی
جنبه و هو یقبل علی الناس مرة وعلیه اخری و یقول انّ
ابنی هذا سید و لعل الله ان یصلح به بین فئتین عظمتین
من المسلمین۔

(بخاری شریف۔ کتاب الاضلاح بین الناس، باب قول النبی ﷺ لحسن بن
علی ان ابنی ہذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین الفئتین عظمتین جلد
نمبر3، ص273 مطبوعہ قاہرہ، مصر)

عن ابی کبرة قال خرج النبی ﷺ ذات یوم الحسن
وضعد به علی المنبر فقال۔ ابنی هذا سیّد و لعل الله ان
یصلح به بین الفئتین من المسلمین۔

(بخاری شریف۔ کتاب المناقب۔ باب علامات النبوۃ 4/249۔ ترمذی شریف۔ کتاب المناقب۔ با مناقب الحسن و الحسین 6585,3773، ہذا حدیث حسن صحیح)

عن ابی کبرۃ قال صعد رسول اللہ ﷺ المنبر فقال ان ابنی ھذا سیّد یصلح اللہ علی یدیہ فئتین عظمتین۔

(المسند الامام احمد بن حنبل 5/37-38)

ترجمۃ الاحادیث

''حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بن علی کو منبر پہ جلوہ فگن دیکھا اور آپ نے کئی بار فرمایا! میں نے حضرت معاویہ کو بے شمار خطوط روانہ کیے دونوں طرف سے مذاکرات چلتے رہے۔ اپنے مطالبات پیش کیے جاتے رہے۔ ضمانتیں بھی وصول ہوتی رہیں اگر کوئی فریق اس بات پر قائم نہ رہے تو کون ذمہ دار ہوگا''۔ ان نمائندوں نے کہا ہم ذمہ دار ہیں۔ پس حضرت حسن مجتبیٰ نے ان کے سامنے صلح نامے پر دستخط کر دیے اور ان سے کسی شے کا سوال نہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ میرے بیٹے کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

عن ابی بکرۃ قال رسول اللہ ﷺ یصلی بالناس و کان الحسن بن علی یثب علی ظھرہ اذا سجد فضل ذالت غیر مرۃ فقالو الہ واللہ انک لتفعل لھذا اشیاء ما راینا ک تفعلہ

باحد قال المبارک فذکر شیاء ثم قال ان ابنی ھذا سید و سیصلح اللہ تبارک و تعالیٰ بہ بین فئتین من المسلمین فقال الحسن فواللہ واللہ بعد ان ولی لم یھرق فی خلافتہ مل مجمعۃ من دم۔

(المسند الامام احمد بن حنبل 5/44)

''حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حالت نماز میں تھے لوگوں کی کثیر تعداد نماز میں مصروف تھی حضرت حسن بن علیؓ رسول اللہ ﷺ کی حالت سجدہ میں پشت رسول اللہ ﷺ پر سوار ہو جاتے حضور اکرم انہیں ہاتھ سے نیچے اتارتے۔ یہ معاملہ کئی بار ہوا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ انہیں اتنا پیار فرماتے ہیں کسی کے ساتھ ہم نے یہ معاملہ نہیں دیکھا سید الانبیاء والمرسلین نے فرمایا! لاریب' یہ میرا بیٹا سید و سردار ہے اللہ تعالیٰ میرے اس سردار بیٹے کی وجہ سے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا''۔

حضرت حسن بن علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر معاملہ ایسے ہی ہوا تو پھر مسلمانوں کا خون نہ بہے گا۔

1۔ اس حدیث مبارکہ میں حضرت حسن کی شہادت کا اعلان رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا شام کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو قبول کیا۔

2۔ حضرت حسن بن علی کی عظمت کہ تخت شاہی بھی حضرت حسن بن علی کی نظروں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ کتنا بڑا ہے سردار کہ جس کی نظر میں 33 ممالک کی حکومت کی کوئی حیثیت نہیں۔

3- عراق وشام کے لوگوں کو کافر تو کہا نہیں جاسکتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں دو مسلمانوں کے عظیم گروہ ہیں لیکن نجات اخروی کا دارومدار اسلام پر نہیں بلکہ ایمان پر ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے مومنین کے گروہ نہیں فرمایا بلکہ مسلمین کا لفظ مذکور ہے۔ اگر حضرت حسن بن علی صلح نہ کرواتے تو صداقت رسول اللہ کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا۔ چونکہ صدیق وصادق رسول کا فرمان تھا اس لیے حضرت حسن بن علی نے آپکے مصدق ہونیکا ثبوت دیا اور تخت شاہی سے دست بردار ہو کر عزت رسول اللہ ﷺ بچالی۔

4- اور مسلمانان عالم کا بے تحاشہ قتل عام جو ہو رہا تھا اسے دفاع عطا فرما کر عالم اسلام پر بہت بڑا احسان فرمایا۔

5- قتل وغارت کا دروازہ تو شامیوں نے کھولا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کے زمانہ خلافت میں کئی ہزار مسلمان قتل ہوئے لیکن اسلام اور مسلمانوں کو بچانے کا کام حضرت علی المرتضیٰ کے اس عظیم فرزند نے کیا۔ خود مال ومتاع دنیا کی قربانی دی اور لوگوں کی عزت وآبرو اور جانیں بچالیں۔

حضرت سبط رسول اللہ ﷺ حسن بن علی کو زہر دیا گیا۔ جب حکومت مکمل طور پر حضرت معاویہ کی بن چکی تھی تو کیا حسن بن علی مسلمان نہ تھے۔ ان کا عمداً قتل کرنا جائز کیسے ہوا؟ ان کو زہر دینا عام آدمی کیلئے ممکن تو تھا نہیں کیونکہ آپ امیر المومنین کی حیثیت سے چھ ماہ تک کام کر چکے تھے۔ ہم کسی آدمی کا نام تجویز نہیں کر رہے۔ تاریخ نے اس واقعہ زہر کی کڑیاں بھی خاندان بنو امیہ سے ملائی ہیں۔ دیکھئے!

النزاع والتخالم بين بنی امیہ وبن هاشم۔

(تالیف تقی الدین لمقدیزی' ص 27. تحقیق ڈاکٹر حسین مونس. ناشر دار الصارف 1119 کورینش اینسل القاہرہ، مصر. ج، د، ع)

اگر تاریخ کی یہ روایت صحیح ہے تو یہ بھی خدمت دین اسلام خاندان بنو امیہ کے حصہ میں آئیگی۔

3- فكان جزاء ذالك من بنيه ان حاربو اعلياً وسمو االحسن و قتلوا الحسين وحملو النساء على الاقتاب حو اسرا و كشفو اعورة على بن الحسين حين اشكل عليهم بلوغه كما يصنع بزراری المشركين اذا دخلت ديار، هم عنوة۔

حضرت ابوسفیان کی اولاد نے حضرت علی المرتضیٰ سے جنگیں کیں۔ حضرت حسن بن علی کو زہر دیا۔ حضرت حسین بن علی کو کربلا کے لق ودق صحرا میں ظلماً شہید کیا۔ حرمات رسول اللہ ﷺ کو اونٹوں پر سوار کیا گیا جبکہ ان قیدی مستورات کو سر ڈھانپنے کیلئے پردہ تک نہ دیا گیا۔

حواسر جمع حاسر۔ الحاسر من النساء هی من القت عنها ثيابها وهی المكشوفة الرأس والذراعين۔

حاسر اس عورت کو کہتے ہیں جس کا سر بھی ننگا ہو اور بازوں تک کپڑا بھی نہ ہو۔ اس لفظ حاسر کی جمع حواسر اور حسر بھی آتی ہے۔ معجم الصفیر رتہذیب رلسان العرب ر ودیگر امہات الکتب۔

حضرت علی بن حسین زین العابدین کو سر بازار عریاں کیا گیا یہ دیکھنے کیلئے کہ آپ بالغ ہیں یا نابالغ جیسا کہ مشرکین وکفار کے قیدی بچوں کو دیکھنے کیلئے کیا جاتا ہے تا کہ ان پر احکام اسلام لاگو ہو سکیں۔

حضرت امام حسینؓ کے لخت جگر سید سجاد علی بن حسین المعروف زین العابدین
کے ستر مبارک کو ننگا کرنا یعنی کفار و مشرکین کے قیدی بچوں کی طرح نواسہ رسول ﷺ کے
ساتھ سلوک روا رکھنا یہ بھی اس بد بخت نابکار یزید کی خدمات اسلام میں سے ایک
خدمت دین اسلام ہے۔ جس بد بخت کے وکیل آج بھی یہ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا
زور لگا رہے ہیں۔ وہ خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین تھا۔ ایسے ہی امیر المومنین ہوتے
ہیں؟ کیا یہ کردار مسلمانوں اور مومنوں کے امیر کو زیب دیتا ہے؟ ۔ حاشا غلط غلط۔۔

4۔ بعث معاوية بن ابی سفيان الی اليمن بسر بن ارطاة
او بسر بن ابی ارطاه فقتل ابنی عبيدالله بن العباس و هما
غلامان لم يبلغا الحلم فقالت امهما عائشه بنت عبدالله بن
عبدالمدان بن الديان ترثيهما۔

يامن احسن بينی الذين هما
كالدرتين تشظی عنهما الصدف
انحی علی و دجی طفلی مرهفة
مطرورة و عظيم الاثم مقترف

بسر بن ابی ارطاۃ جب گورنر یمن بنا تو اس نے حضرت عبیداللہ بن عباس بن
عبدالمطلب کے دو نابالغ بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ شاید ان کا جرم بھی صرف یہ
تھا کہ وہ ہاشمی النسل تھے۔ نابالغ بچوں کو قتل کرنا اگر اسلام ہے تو یہ سہرا بھی یزید اور
یزیدیوں کے حصہ میں جاتا ہے۔

ومن يقتل مومنا متعمداً فجزاؤه جهنم خالد فيها۔
و غضب الله عليه و لعنه
و اعدلهٗ عذاباً عظيما۔ (القرآن: سورة نساء 4/93)

نمبر 1۔ جو شخص عمداً کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی سزا ہمیشہ کیلئے جہنم ہے۔
نمبر 2۔ اس پر اللہ کا غضب ہے۔
نمبر 3۔ اس پر اللہ کی لعنت ہے۔
نمبر 4۔ اس کیلئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے دونوں نابالغ شہزادے
عبدالرحمٰن اور قثم جنہیں بسر بن ابی ارطاۃ نے صرف اسلیے ذبح کر دیا کہ وہ علی المرتضیٰ
کے اعوان و انصار میں شامل تھے۔

کیا ان نابالغ بچوں کو قتل کرنا جائز تھا جن پر خدا کا بھی کوئی حکم لاگو نہیں ہوتا؟
حضرت علی المرتضیٰ کا حامی ہونا جرم تھا؟
ناحق مومن کا قتل ہو تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ماسبق چار سزائیں تیار کرتا ہے کیا
یزیدی ہونے کیوجہ سے وہ قانون خداوندی تبدیل ہو جائیگا؟

و لن تجد لسنته الله تبديلا۔
"یہ ہوس کسی بے بصر کی ہے"۔ (القرآن)

ابناء عبدالله بن العباس بن عبدالمطلب اللذان ذبحهما
بسر بن ابی ارطاه عبدالرحمن و قثم فكان ابو هما
عبيدالله ابن العباس يلی اليمن لعلی بن ابی طالب عند
ما وجه معاوية بسر بن ابی ارطاه الی الحجاز واليمن
سنة ۴۰ھ مذبح۔

ابنی عبیدالله : النزاع والتخاصم بین بنی امیة و هاشم

حاشیه و تحقیق للا کتور حسین مونس

(دارلمعارف، القاہرہ۔مصر۔صفحہ ۴۸)

ان دونوں نابالغ بچوں کی ماں عائشہ بنت عبداللہ بن المدان بن الاریان نے مرثیہ یوں رقم کیا۔

یا من احسن بینی اللذین هما . کالد رتین تشظی عنهما الصدف

انحی علی ودجی طفلی مرهفة مطرورة و عظیم الاثم یقترف

وقتلو الصلب علی بن ابی طالب تسعه ولصلب عقیل ابن ابی طالب تسعة

اورد ابن عبد ربه جلد ۳ ص ۳۸۳ بذہ الابیات منسوبة الی بنت عقیل بن ابی طالب و ھی ترثی الحسین و من استشهدو امعه یوم کربلا ہے اختلاف فی الابیات۔

ط۔ تسعة منهم لصلب علی قد اصیبوا و تسعه لعقیل

ط۔ ستة کلهم لصلب علی قد اصیبو ا و خمسه لعقیل

میدان کربلا میں حضرت علی المرتضٰی کی نسل سے نواشخاص قدسیہ ظلماً قتل کئے گئے اور اولاد حضرت عقیل بن ابی طالب سے بھی نونفوس قدسیہ ذبح کیے گئے۔ ابن عبد ربّ نے جلد نمبر۴ کے ص ۳۸۳ پر اسی طرح اشارہ کیا ہے جو کہ شعر حضرت عقیل کی صاحبزادی کی طرف منسوب ہیں۔ جب انھوں نے مرثیہ کہا تھا کہ میرے آنکھوں سے آنسو کی لڑیاں لگی ہوتی ہیں۔ ہائے میراندبہ جبکہ آل رسول کیلئے ہے۔ حضرت علی المرتضٰی کے خاندان سے نو 9 نفوس قدسیہ پر مصیبت کا ٹوٹ پڑنا اور اولاد حضرت عقیل کے بھی نو 9 ہی افراد پر مصائب کا آجانا۔

دوسرے مصرعے میں اختلاف ہے کہ شاید آپ نے کہا کہ سارے کے سارے چھ نفوس قدسیہ جناب علی المرتضٰی کے لخت جگر تھے اور پانچ حضرت عقیل بن ابی طالب کی نسل سے تھے۔

اولادِ علی المرتضٰی کے اسماء مبارکہ ابن عبدربّ نے جلد نمبر۴ ص ۳۸۵ پر عثمان، ابوبکر، جعفر، عباس اور ابراہیم نقل کیے ہیں۔ اور حضرت عقیل کی اولاد کے نام ذکر نہیں کیے۔ لیکن اصفہانی نے اولادعلی المرتضٰی کے نو 9 نام شمار کیے ہیں جو بنوامیہ کے دور میں ظلماً قتل کیے گئے۔

۱۔ حضرت حسن مجتبٰی ۲۔ حضرت حسین شہیدِ کربلا ۳۔ حضرت عبداللہ
۴۔ حضرت جعفر ۵۔ حضرت عثمان ۶۔ حضرت العباس
۷۔ حضرت محمد اصغر ۸۔ حضرت ابوبکر اور ۹۔ حضرت عبیداللہ۔

اور حضرت عقیل بن ابی طالب جو کہ حضرت معاویہ کے ساتھیوں میں بھی شمار کیے جاتے تھے کی اولاد امجاد جو ظلماً قتل کی گئی۔ یہ اصفہانی نے پانچ نام گنوائے ہیں۔

۱۔ حضرت مسلم ۲۔ حضرت عبدالرحمٰن ۳۔ حضرت جعفر
۴۔ حضرت عبداللہ اکبر ۵۔ حضرت علی

(مقاتل الطالبین ص 46,86,92,95,125 النزاع التخاصم، ص29 للمقریزی، مطبوعه دار المصارف القابره، مصر)

تاریخی اشتباہ یہ ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب حضرت والی شام معاویہ کے حامی تھے اگر حامی تھے تو ان کی اولادِ امجاد وطلحا کیوں قتل کیا گیا۔ مسلم بن عقیل کی شہادت کس سے مخفی ہے۔ حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ حضرت ھانی بن عروہ بھی شہید کئے گئے تھے۔ اس جرم میں کہ انھوں نے حضرت مسلم بن عقیل کو پناہ دی تھی اور ان کی مدد کی تھی۔

شاید یزیدیوں کی نظر میں یہ بھی کوئی جرم نہ ہے۔

شاعر عبدالرحمٰن بن الزبیر الاسلامی نے حضرت مسلم بن عقیل اور ھانی بن عمروہ شہدائے اسلام کا جو مرثیہ کیا دینوری نے ص ۲۴۲ پر رقم کیا ہے، ملاحظہ ہو۔

فان کنت لاتدری ماالموت فانظری — الی هانی فی السوق وابن عقیل
الی بطل قد هشم السیف رأسه — و آخریرمی من طمار قتیل
اصابهاریب الزمان فاصبحا — احادیث من یسعی سبیل
تری جسدا قد غیر الموت لونه — و نفع دم قد سال کل مسیل

علامہ طبری نے بھی یہ مرثیہ بار بار نقل کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ یہ اشعار کسی عام شاعر کے نہیں بلکہ فردوق کا کلام ہے۔

(ملاحظہ ہو۔ طبری جلد نمبر ۵، صفحہ 350/351 ,379/380مقاتل الطالبین للاصفہانی صفحہ 108، المقریزی صفحہ 30)

اگر موت تیری عقل ودرایت نہیں سمجھ پائی تو دیکھ۔ حضرت ھانی بن عمروہ اور مسلم بن عقیل سربازار تجھے نظر آئینگے۔

ان کے سروں پر تلوار ماری گئی تو دوسرے ہی لمحے بلند قلعہ سے انکے مقتول جسم نیچے آگرے

ان دونوں کو زمانے کے دھوکے نے ایسا کردیا جو بھی اس راہ پر چلے گا انکی گفتگو ہوتی رہے گی

موت نے ان کے جسموں کے رنگ تبدیل کردیے اور سارے راستوں پر جسم سے خون بہہ کر جارہا تھا

یہ بھی بقول مصنف سانحہ کربلا یزید کا کارنامہ ہے حضرت ھانی بن عروہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کس جرم میں قتل ہوئے؟ جواب آئیگا مسلم بن عقیل کو پناہ دینے اور ان کی مدد کرنے کی پاداش میں۔ رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے چشم وچراغ کو اپنے گھر پناہ دینا۔ مجرموں کو پناہ دینے کے مترادف ہے؟ یا اسفیٰ۔ ہائے بدبختی۔

کسی ملک کا کوئی سیاہ قانون بھی ایسی اجازت نہیں دیتا۔ جیل خانہ جات اور عدالتیں کیوں قائم کی جاتی ہیں؟ اگر آپ خاندان رسالت کو باغی ہی کہنے پہ مصر ہیں تو کسی بشر پر بغاوت کی فرد جرم اور کیس تو دکھادیں حکومت جو آپ کی تھی کوئی جھوٹی موٹ بنا کر 9 ہاشمی، 9 عقیلی سردار تقریباً 72 سے لیکر چار سو تک نفوس قدسیہ آپ نے موت کے گھاٹ اتارے، مستورات کو قید کیا۔ بچوں کو ذبح کیا۔ کیا مسلمانوں کی تاریخ ایسی ہی ہوتی ہے؟ مومنوں کا کردار یہی ہے جو آپ یزید ازلی بدبخت نابکار کو امیر المومنین منوانے کیلئے اتنے جتن کر رہے ہیں۔

برادرِ من نہ یہ اسلام ہے اور نہ ایمان۔ ایسا بدبخت انسان تو مسلمانوں کیلئے عار اور خفت کا نشان ہے۔ ہم تو ایسے ذلیل کمینے سے دامن چھوڑاتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اسلام دین حقانیت داغ دار ہوگا۔ اس ذلیل کی ذلالت کی وجہ سے تو مورخین و مفسرین نے واضح فرمادیا تھا کہ وہ تو مسلمان ہی نہیں۔ سفیھی واحمق ہے جو دشمن خدا و

رسول اللہ ہو۔ جو حسین علیہ السلام کے دندان مبارک پر چھڑی مار کر بکواس بک رہا ہے۔ ہمارا اس سے کیا ناطہ؟ وہ تو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(دیکھیے تفسیر روح الھانی۔ سید محمود آلوسی البغدادی الحنفی مطبوعه بیروت تاریخ طبری جلد نمبر 5صفحه 456، مقاتل الطالبین للاصفهانی صفحه 119)

اکلت هند کبد حمزه فمنهم آکلة الاکباد و منهم

کهف النفاق و نقرو ابالقضیب بین ثنیتی الحسین و

نبشوا زیدا و صلبوهٔ و القو رأ سه فی عرصة الدار تطؤه

الاقدام و تنقر دماغه الدجاج۔

قال الشاعر۔ اطرد الدیك عن ذوابة زید

طال ما کان تطوهٔ الدجاج

''یزید کی دادی تو تھی جس نے حضرت سید الشہداء امیر حمزہ کا کلیجہ مبارک چبایا تھا او[illegible] اس احمق کمینے نے حضرت حسین بن علیؓ کے دندان مبارک پر چھڑی مار کر کہا تھا کہ میں نے بدر و اُحد کا بدلہ چکا لیا ہے۔ یہ ہیں آپ کے امیر المومنین جو سید الرسل والانبیاء ﷺ سے اپنے مقتولوں کا بدلہ لے چکا ہے''۔

زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو ہشام بن عبد الملک کے دور میں گورنر کوفہ یوسف بن عمر ثقفی نے قتل کرنے کے بعد صلیب کیا۔ آپ کی نعش مبارک جسد عنصری کئی دنوں تک بازار میں اُلٹا لٹکا دیا گیا۔ ہر گزرنے والے سے کہا جاتا کہ وہ

مقدس لاش پر جوتے برسائے۔

بنو اُمیہ کے ایک اپنے درباری شاعر کا کہنا ہے کہ اے بنو ہاشم!

صلبنا لکم زید اعلی جذع نخلة

ولم نر مهد یا علی الجزع یصلب

ہم نے تمہارے لیے حضرت زید کو ایک کھجور کے تنے سے مصلوب کیا
ہم نے کبھی کسی مہدی کو کھجوروں سے مصلوب ہوتے نہیں دیکھا۔

کسی بھی مسلمان کی نعش ہو، رسول اللہ ﷺ میت کو لیکر تیز چلنے سے منع فرماتے ہیں کہ میت کو اذیت ہوتی ہے۔ (دیکھو بخاری شریف باب الجنائز)

یہ لوگ کس رسول الہ العالمین کے ماننے والے ہیں؟ جو اھانت اموات بھی کر رہے ہیں اور مخالفت رسول ﷺ بھی۔

اسلام میں تو عمداً قتل بھی حرام ہے۔ چہ جائکہ کہ قتل کے بعد لاش کو مصلوب کر دیا جائے ہم میں سے ہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفاداریوں کی بجائے دشمنان رسول اللہ ﷺ کے وکیل بنے بیٹھے ہیں۔

اللہ کریم ہی ہے جو ہمیں ہدایت عطا فرمائے اور خاندان رسالت کی عظمت واضح فرما کر منزل ہمارے لیے آسان بنا دے۔

یحییٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب
قتل فی معرکة مع مسلم بن احوز بنشابة اصابت جبهته
رماة رجل یقال له عیسی العنزی فوجدة سورة بن محمد
قتیلا فاجتز رأسه وارسله الی نصر ابن سیار فبعث

بھاالاخیر الی الولید بن معاویة وصلب جسدهٔ علی باب

مدینة الجوز جان و ربماکان ذالک فی رمضان۔

(للطبری ج نمبر 7 صفحہ 227 ،اصفہانی مقاتل الطالبین 152 ابن الاثیر جلد نمبر 2 صفحہ 271)

''حضرت یحییٰ بن زید بن علی زین العابدین کو عیسی العنزی نے
شہید کرنے کے بعد سر مبارک تن سے جدا کر دیا اور سر انور نصر بن
سیار اور آخر میں ولید بن یزید کے دربار میں بھیج دیا۔ اور نعش
مبارک تن اقدس کو شہر جوز جان کے مین گیٹ پر لٹکا دیا گیا اور
رمضان شریف میں لوگوں کو حکم جاری کر دیا کہ نعش مبارک پر
جوتے برساتے رہیں''۔

یہ ہیں خاندان یزید کی کارستانیاں۔ جو مسلمانوں کیلئے نشان ذلت و عار ہیں
کہاں گیا وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذی احتشام کہ اے کعبۃ اللہ مجھے قسم ہے رب
کعبہ کی میرے امتی کی عزت تجھ سے زیادہ ہے اور آج بھی حکم شریعت اسلامیہ ہے کہ
میت کو چلتے وقت سر آگے رکھو تا کہ توہین میت نہ ہو۔ اگر چہ میت کے پاؤں کعبے کی
طرف ہو جائیں۔ عام مسلمان کی عزت کو کعبۃ اللہ سے بھی افضل ہو لیکن خاندان
رسالت کے افراد جہاں نظر آجائیں۔ انہیں قتل کرنے کے بعد نعش کو بازاروں میں
لٹکا دو۔ سروں کی کھوپڑیاں اتار کر مرغوں کے آگے ڈال دو۔ احترام آدمیت بھی
پامال ہوا اور ناموس رسالت بھی پایاب۔

بات بہت دور تک نکل گئی ہے میں اصل یزید کی کارستانیوں کی طرف واپس رجوع
کرتا ہوں۔

ماہ ذوالحج 63ھ بمطابق 682 میلادی، مدینۃ الرسول کے رہنے والے
صحابہ کرام اور ان کی اولاد امجاد رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یزید بن معاویہ کی بیعت
توڑ دی تو اس نے مسلم بن عقیل بن ریاح کو گورنر مدینہ مقرر کیا۔

وقتلوا یوم الحرة عون بن عبداللہ بن جعفر و قتلوا یوم
الطف مع الحسین ابابکر بن عبداللہ بن جعفر و قتلوا یوم
الحرة ایضاً الفضل بن العباس بن ربیعہ بن الحارث بن
عبدالمطلب و مع ذالک کلہ۔

''یوم حرہ کو شامیوں نے جعفر طیار حضرت علی المرتضیٰ کے بھائی کے
لخت جگر حضرت عبداللہ کے صاحبزادے حضرت عون کو شہید کیا۔
کربلا میں حضرت عون کے بھائی ابوبکر شہید کیے گئے۔ واقعہ حرۃ
میں فضل بن عباس بن ربیعہ کو تہ تیغ کیا گیا۔ عباس بن عتبہ'
عبدالرحمٰن بن العباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب شہید
کیے گئے''۔

(دیکھیے۔ تاریخ طبری جلد نمبر 5 صفحہ 495،482۔ النویری
جلد نمبر 2 صفحہ 400,490 و النزاع و التخاصم بین بنی امیہ و ہاشم
صفحہ 34۔ مطبوعہ مصر)

ھذا بنو امیة قد ھدموا الکعبة۔ و جعلوا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
دون الخلیفة و ختموا فی اعناق الصحابة و غیروا
اوقات الصلاة و نقشوا اکف المسلمین و منھم من
اکل و شرب علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و وطئت
المسلمات فی دار الاسلام بالبقیع فی ایامه۔

''یہ ہے خاندان یزید جنہوں نے کعبۃ اللہ کو دوبار منجنیقوں سے منہدم کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے دور میں سن 64ھ کو حصین بن نمیر کے ہاتھوں اور دوسری مرتبہ حجاج بن یوسف کے ہاتھوں سن 73ھ کو اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے گردنوں میں طوق پہنائے''۔

نمازوں کے اوقات تبدیل کیے۔ اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں جنہوں نے منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر شراب پی اور مدینہ شریف کی مسلمان عورتوں کو زنا کیلئے حلال قرار دیا اور جنت البقیع کو زنا خانہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔

مسلمان عورتوں کی عزتوں سے جنت البقیع میں کھیل جو کھیلا گیا ایام حرۃ میں اور ایک ہزار مستورات دختران اسلام جنہوں نے ولد الزنا جنم دیے۔ یہ کارستانی مسلم بن عقبہ گورنر مدینہ کی تھی۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ طبری جلد نمبر5صفحہ482)

بقیع الفرقد یعنی جنت البقیع کا انتخاب اس لیے کیا گیا کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہرا سیدۃ نساء العالمین۔ حسن بن علی۔ سید اشباب اہل الجنۃ۔ محمد بن حنفیہ، علی المرتضیٰ کے عظیم فرزند ارجمند، علی بن الحسین زین العابدین باقر العلوم محمد باقر بن علی زین العابدین اور جعفر صادق کے مزارات مقدسہ تھے۔ اس لیے ان کی اہانت بھی مقصود تھی۔

(ملاحظہ ہو السہودی۔ فی وفا الوفا جلد نمبر3صفحہ 924,893۔ جلد نمبر 4صفحہ 1154، مادہ بقیع غرقدفی دائرۃ المعارف الاسلامیہ) .A.J)
.VOL.1-PP 957 U 958 WENSINKCK. A.S BAZNEE ANSAR)

یہ ہیں جناب رسالہ رسومات محرم الحرام کے مصنف کے ممدوح امیر المومنین یزید علیہ ماعلیہ۔

1۔ جنہوں نے حلال کو حرام کیا' حرام کو حلال۔

2۔ جنہوں نے کعبۃ اللہ کو منہدم کیا' آگ لگائی۔

3۔ جنہوں نے مدینۃ الرسول کے تقدس کو پامال کیا۔

4۔ جنہوں نے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے۔

5۔ جنہوں نے مابین منبری وروضتی کی جنت کو خچروں کی لید سے ناپاک کیا۔

6۔ جنہوں نے اذان مسجد نبوی اور جماعت کو معطل کیا۔

7۔ جنہوں نے صحابہ کرامؓ کو زنجیروں کے طوق پہنائے۔

8۔ جنہوں نے دختران اسلام کی عزتوں کو روندا۔

9۔ حرم رسول اللہ اور حرم کعبۃ اللہ کو نیست ونابود کیا۔

10۔ جنہوں نے ایک ہزار ولد الزنا مسلمانوں کو ودیعت کیے۔

11۔ جنہوں نے نابالغ معصوم بچوں کو بے دریغ قتل کیا۔

12۔ جنہوں نے اصحاب علی المرتضیٰ ہونے کی پاداش میں صحابہ کرامؓ کو زندہ کھوپڑیاں اتار کر مرغوں کے آگے ڈال دیا۔

13۔ جنہوں نے زہریلے کیڑے چھوڑ کر زندہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اذیتیں پہنچائیں۔

14۔ جنہوں نے جو ظلم انسان سوچ اور کرسکتا ہے کا ارتکاب کیا جس کی نہ کوئی یہودی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی عیسائی' نہ ہندوازم جیسے گوارہ کرتا ہے اور نہ ہی بدھ

مت جسے برداشت کرسکتا ہے۔اس کے باوجود وہ امیر المومنین بھی ہیں اور جنت کے حقدار بھی، وحشت میں ہر نقشہ اُلٹا نظر آتا ہے۔

اگر اللہ ہے اور یقیناً وہ ذات ہے اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت حقہ اور خاندان رسالت کی عظمت قائم ہے اور یقیناً قائم تا ابدالاباد ہے تو یہ بد بخت کجا اسکے نام لیوا بھی جنت کی بو تک نہ سونگھ سکیں گے۔ کیونکہ جنت اللہ تعالیٰ کی، رسول اللہ ﷺ کی، حسنین کی اور ان کے غلاموں کی ہے۔

العزة لله ولرسوله و للمومنين۔

''عزت اللہ کی، رسول اللہ کی اور مومنین کی ہے'' (القرآن الکریم)

اہل بیت کون؟

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک حدیث شریف کی نسبت کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کل تقی من اهلی ، اختلاف لفظی میں یوں بھی ہے۔

کل تقی من امة محمد اور آل محمد کل تقی

یعنی ہر نیک آدمی میری اہل بیت سے ہے۔

(مجمع الزوائد للهيثمی 10/269, 7/69)

(المعجم الصغير للطبرانی 1/115شفاء لقاضی عياض 2/189)

الدر المنثور للسيوطی 3/183، تفسير ابن كثير 3/592) كشف الخفا 1/17

المعجم الصغير اور اوسط میں امام طبرانی لکھتے ہیں۔

عن انس بن مالك قال سئل رسول الله ﷺ من آل محمد فقال كل تقى

''حضرت رسول اکرم فداہٗ ابی و اُمی ﷺ سے سوال کیا گیا آل محمد کون ہیں؟

تو آپ نے فرمایا! کل تقی۔ کہ ہر نیک اور متقی۔

اس سے قبل کہ ہم بحث و گفتگو شروع کریں آؤ ذرا ان احادیث کی روایت کرنیوالی شخصیات اور ان احادیث کے حکم بھی ملاحظہ کرلیں۔

کل تقی من اهلی۔

سیوطی فرماتے ہیں' میں نہیں جانتا اس روایت کو دیلمی نے سند ضعیف سے نقل کیا ہے۔

قال السیوطی لا اعرفه و قال فی الاصل رواهٔ الدیلمی و
تمام باسانید ضعیفته

روایت طبرانی میں ایک راوی نوح بن ابی مریم ہے۔ وھو ضعیف
اسماالرجال کی مشہور کتاب تہذیب التہذیب کی رہنمائی ملاحظہ ہو۔
روایت میں اسحاق بن ابراہیم ابویعقوب المدنی کا نام بھی آتا ہے
وھو ضعیف
دوسرا کثیر بن عبداللہ وھو ضعیف
تیسرا سلسلہ روایت عمرو بن طوف المذنی سے گزرتا ہے و فیه شدید الضعف

اہل بیت رسول

1۔ تفسیر خازن جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 499 مطبوعہ مصر ملاحظہ ہو۔

عن عائشه قالت خرج رسول الله ﷺ وعلیه مرط مرحل من
شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین بن علی
فدخل معه ثم جائت فاطمه فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال
انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطیرا

"عائشہ اُم المومنین فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ جلوہ فگن ہوئے آپ منقش دھاری
دار سیاہ بالوں کی چادر مبارک اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت حسن و حسین سیدہ
طاہرہ اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ نے چادر کے نیچے
لیا اور فرمایا"۔

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم
تطهیرا۔

2۔ تفسیر درمنشور جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 199 پر امام جلال الدین سیوطی۔

3۔ تفسیر مظہری جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 340 پر قاضی ثناءاللہ العثمانی متوفی 1225 ہجری فرماتے ہیں۔

اخرج الترمذی وغیره عن عمر بن ابی سلمة وابن جریر
وغیره عن اُم سلمة ان النبی ﷺ دعا علیا وفاطمة و حسنا و
حسینا لما نزلت هذا الایة انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس
فحللهم بکساء فقال اللهم هو لاء اهل بیتی فاذهب عنهم
وطهر هم تطهیرا۔

وقال زید بن ارقم اهل بیته من حرم علیه الصدقة آل علی وآل
عقیل و آل جعفر و آل عباس و آل الحارث بن عبدالمطلب۔
ذهب ابوسعید الخدری و جماعة من التابعین منهم مجاهد و قتاده و
غیرهما الی انهم علی و فاطمه والحسن و الحسین رضی الله عنهم۔

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ، سیدہ طاہرہ اور حسنین کریمین کو بلایا اور
چادر تطہیر کے نیچے لیکر فرمایا! اے اللہ یہی میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے ہر قسم
کے رجس ونجس کو دور رکھ اور انہیں ایسے پاک فرما جیسے پاک کرنے کا حق ہے"۔
"حضرت ابوسعید خدری جلیل القدر صحابی رسول اور تابعین کرام کی بہت بڑی
جماعت کا کہنا ہے جن میں حضرت مجاہد اور قتادہ بھی شامل ہیں کہ علی مرتضیٰ، سیدہ
زہرا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم ہی اہل بیت رسول اللہ ﷺ ہیں"۔

4۔ التفسیر المنیر فی العقیده الشریعة و المنهج للدکتور وهبة
الزخیلی مطبوعہ دمشق شام جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 6 پر فرماتے ہیں۔

"اہل البیت" منصوب اس لیے ہے کہ اس میں اختصاص ہے اور یہ مقام مدح ہے یہی قول
علامہ مظہری کا ہے کہ یہ مقام موعظمت وارشاد نہیں۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اسے مقام ندا لکھا ہے لیکن
الاول اوجہ یعنی مقام مدح ہی زیادہ بہتر ہے اور قرین قیاس بھی۔

وحدیث العباءة التی فیها النبی ﷺ فاطمه و علی وولدیهما
یقتنی انهم اهل البیت لاانه لیس غیر هم۔

''اور حضور ﷺ کا علی مرتضیٰ سیدہ زہرا اور آپ کے صاحبزادوں کو بلا کر داخل عبا فرمانا تقاضا کرتا ہے کہ یہ بھی اہل بیت ہیں۔ یہ نہیں کہ انکے بغیر اہل بیت نہیں ہیں''۔

و اهل البیت النبوی۔ هم نسائه و قرابته منهم العباس و اعمامه و بنواعمامه منهم۔ قال الرازی و الاولی ان یقال هم و اولادهٗ و ازواجهٗ و الحسن و الحسین و علی منهم لانه کان فی اهل بیته بسبب معاشرته بینت النبی ﷺ و ملازمته للنبی ﷺ۔

(تفسیر الرازی جلد نمبر25صفحه نمبر209)

ولکن قال القرطبی والذی یظهر من الآ یة انها عامة فی جمیع اهل البیت من الازواج و غیر هم و انما قال و یطهر کم لان رسول الله ﷺ و علیاً و حسناً و حسیناً کان فیهم واذا اجتمع المذکر والمونث غلب المذکر،

''اہل بیت نبوی سے مراد آنخضرت ﷺ کی ازواج پاک اور قریبی رشتہ دار' حضرت عباس' آپ کے چچے اور عم زاد بھی ہیں۔ بہتر ہے کہ یوں کہا جائے یہ سارے ان کی اولادیں' ان کی بیویاں' حسن و حسین' علی یہ سارے اہل بیت نبوی میں شامل ہیں''۔

ہم اہل بیت کی تین اقسام بنا سکتے ہیں۔

1۔ نَسَباً اہل بیت: نسب رسول سے مراد صرف اولاد بتول زہرا ہی اہل بیت ہیں۔

2۔ سکناً اہل بیت: سکونت سے مراد تمام امہات المومنین' بنات ور بائب اور اولاد۔ رسول اسلام اور جو خدام خاص مکان ورہائشگاہ رسول میں آتے جاتے تھے۔ وہ سارے اہل بیت رسول اسلام ہیں جیسے بلال، سلمان وغیرہ ہیں۔

3۔ مشرفاً اہل بیت: اور شرف کے لحاظ سے ہر وہ فرد اور بشر جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرے اور صمیم قلب سے اسکی تصدیق کرے اسے بھی یہ شرف حاصل ہے کہ اہل بیت رسول کہلائے۔

نسباً اہل بیت رسول

حضرت انس سے مروی ہے جس میں مذکور ہے حضور سرور عالم ﷺ نماز صبح کیلئے تشریف لاتے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے پاس سے گزرتے ہوئے فرماتے۔

الصلوة یا اهل البیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا۔ چھ ماہ تک حضور کا یہ معمول رہا۔

گزارش ہے کہ حضرت انس سے روایت کرنیوالے شخص کا نام علی بن یزید ہے اس کے بارے میں علماء جرح و تعدیل فرماتے ہیں۔

لیس بالقوی۔ منکر الحدیث عن الثقات و قال ابن عدی احادیثه لاتشبه احادیث الثقات۔

یہ راوی قوی بھی نہیں منکر الحدیث عن الثقات بھی ہے اور اسکی احادیث احادیث ثقات کے مشابہ بھی نہیں براہ کرم عظمت در بتول دیکھنا ہو تو صحاح ستہ میں سے ترمذی شریف کے کتاب المناقب میں۔

دعا رسول الله ﷺ علیا و فاطمة و حسناً و حسیناً فقال اللهم هولاء اهلی۔ مشاہدہ فرمالیجیے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو بلایا پھر فاطمہ بتول زہراؑ و حسنین کریمین کو اور فرمایا اے میرے اللہ یہی لوگ میرے اہل بیت ہیں۔

نساءُ النبی ﷺ کا اپنا مقام و مرتبہ ہے اور دنیا کی کوئی عورت ان جیسی نہیں ہے۔

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ''اے نبی مکرم کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ ابو بکر کی بیوی حضرت ابو بکر کے وصال کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے حضرت عائشہ کی بہن اسماء بنت ابی بکر یکے بعد دیگرے کئی شادیاں کر سکتی ہے لیکن حضرت عائشہ تم نبی کی بیوی ہو عین شباب میں بھی تم آگے نکاح نہیں کر سکتی ہو اس لیے کہ تم محمد رسول اللہ ﷺ کا حرم ہو۔ اور سارے مومن مردوں کی ماں بن چکی ہو۔

وازواجه امهات المومنين۔ ''اور نبی کی بیویاں تمام مومنوں کی مائیں ہیں''۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا قرآن کی نص قطعی کی مخالفت ہے۔ جو کہ کفر ہے۔ ارادۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنیوالا۔ توقیر نہ کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اللهم ارنا الحق و ارزقنا حبك و حب جيبك المكرم و اهل بيته وازواجه واصحابه و اولياء امته اجمعين۔

اگر اہل اور نساء کا باریک فرق بھی دیکھنا مقصود ہو تو ابن ماجہ شریف جو کہ صحاح ستہ میں اپنا مقام رکھتی ہے کے باب الجنائز کو کھول کر فرمانِ رسول برحق سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں اپنی بیٹی سیدہ نساء العالمین سے سرگوشی فرمائی جس سے سیدہ طیبہ وطاہرہ نے زنجیدہ خاطر بھی ہوئیں اطمینان بخشتے ہوئے رحیم وشفیق باپ علیہ التحیہ و الثناء نے فرمایا۔

وانك اوّل اهلى لحوقابى

''جان پدر! میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم ہی مجھ سے ملوگی۔ اور

بخاری شریف باب الوصایا۔ باب الفرائض۔ مسلم شریف کتاب الجہاد اور لوطا امام مالک میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان اس طرح منقول ہے۔

ماتركت بعد نفقة نسائى و مؤنة عاملى فهو صدقة

''جو کچھ میرے عامل اور میری عورتوں کے خرچہ سے میرا متروکہ مال بچے وہ صدقہ ہے۔ اس حدیث میں ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے **ماتركت بعد نفقة نسائى** فرمایا ہے۔ **نفقة اهلى** نہیں فرمایا۔ یہ باریک فرق ہے لفظ نساء اور لفظ اہل میں۔

لفظ اہل البیت سے مراد حضرات خمسہ لینا بعض لوگ برداشت نہ کر سکے اور متن کی بجائے راویوں کے حالات کریدنے لگے جب راوی لیس بالقوی نظر آیا تو گویا ان کو سونے کی کان مل گئی۔ جناب والا دیکھو اہل بیت نہیں بلکہ اہل بیت میں سب سے محبوب شخص کون؟

اَی اَهل بَيتك اَحب اِلَيكَ يارسول الله قالَ الحسن و الحُسينُ۔

(ترمذی شریف مناقب 30)

یارسول اللہ اہل بیت میں سے سب سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے۔ فرمایا **الحسن و الحسين**۔ اور جب سوال ہوا **من احب الناس اليك فقال عائشه**۔ لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے فرمایا میری بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حضرات حسنین کریمین میں اپنائیت ہے اور حضرت عائشہ حرم رسول میں غیریت۔

نسباً اہل بیت

كل ولد اب فعصبتهم لابيهم ماخلا ولد فاطمة فانّى ابوهم وعصبتهم

(دارقطنی جلد نمبر 2 مطبوعہ الکبریٰ الامیریہ، القاہرہ۔ مصر)

ولهذا اهل البيت منحصرون فى ابناء الزهراء وحدهم و فى ذرية الحسن و الحسين و منهما تستمر ذرية النبى صلى الله عليه وسلم الى يوم القيامة لقوله صلى الله عليه وسلم۔

كل سبب و نسب ينقطع يوم القيامة الا سببى و نسبى۔

''ہر بیٹے کا عصبہ اس کے آباء ہوتے ہیں ہر باپ کا نسب اس کے بیٹوں سے چلتا ہے سوائے اولادِ فاطمہ الزہراء کے۔ بیشک میں محمد ہی ان کا باپ ہوں اور میں ہی انکا عصبہ''۔

''لہٰذا اہل بیت صرف اور صرف اولاد زہراؑ ہیں حضرت حسن وحضرت حسین اور آپ کی ذریت واولاد سے ہی ذریت رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک قائم رہے گی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے''۔

''کہ ہر رشتہ ونسب منقطع ہو جائیگا بروز قیامت، سوائے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ ونسب کے''۔

اما ابناء النبى صلى الله عليه وسلم او بمعنى او ضح ابناء الزهراؑ رضى الله عنها و عنهم اعتبارهم فى النسب انهم ابناؤهٗ صلى الله عليه وسلم فقد جاء ذكرهم فى قول الله عزوجل۔

فقل تعالو ندع ابناء نا وابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر 61)

فجاء النبی ﷺ بالحسن و الحسین و فاطمۃ تمشی خلفہ و علی خلفھا و قال لھم ان انا دعوت فامنوا۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی جلد نمبر 4ص 104 مطبوعہ لبنان بیروت)

نبی الانبیاء ﷺ کے فرزند بلکہ واضح الفاظ میں فاطمۃ الزہراؑ کے بیٹے ہی نسب رسول کیلئے معتبر ہیں۔ان کا ذکر اللہ رب العزت نے قرآن میں ابناءِ محمد ﷺ سے کیا ہے۔

پس اے محمد ﷺ آپ فرما دیجئے" اے وفد بنی نجران " اے نجران کے عیسائیو! آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں اور تمہارے نفسوں کو پھر ہم خدا کی طرف رجوع کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں۔

یہ آیت مبارکہ آیت مباہلہ کہلاتی ہے جو نصاریٰ نجران اور آنحضرت ﷺ کے درمیان ہونا تجویز ہوا تھا۔واقعہ یوں ہے نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بحث ومناظرہ کیلئے آیا۔آپ نے انہیں سارے حقائق سے آگاہ کیا لیکن وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی جب نبی الانبیاء نے انہیں اس حکم خداوندی سے آگاہ کیا تو انہوں نے مشورہ کیلئے وقت مانگا جب عیسائی مشورہ کیلئے اپنی اقامت گاہ پر چلے گئے تو ان کے سرداروں نے کہا اگر محمد اپنی قوم کو لے کر آئے تو ہم ضرور مباہلہ کریں گے۔یہ اس بات کی دلیل ہوگی وہ سچا نبی نہیں ہے (نعوذ باللہ العظیم) اور اگر وہ مباہلہ کیلئے اپنے اہل بیت کو ساتھ لائیں تو ہم ہرگز ہرگز مباہلہ نہیں کریں گے کیونکہ اس صورت میں یقیناً وہ سچا نبی ہوگا۔

جب صبح ہوئی نصاریٰ نے دیکھا کہ میدان مباہلہ میں محمد رسول اللہ اس شان سے تشریف لا رہے ہیں کہ حضرت حسن وحسین معیت رسول میں ہیں۔بتول زہراؑ اپنے رحیم وشفیق باپ کے قدموں پہ قدم رکھ کے آرہی ہیں اور علی مرتضیٰ سیدہ کے پیچھے پیچھے چلتے آرہے ہیں اور رسول برحق فرماتے ہیں۔

ان انا دعوت فامنوا۔ "اگر میں دعا کروں تو تم آمین کہنا"۔

عیسائیوں کے سردار اسقف نے جب یہ نفوس قدسیہ دیکھے تو کہنے لگا اے گروہ نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اگر یہ پہاڑ کو فرمائیں تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے اگر ان سے مباہلہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔پس انھوں نے دو ہزار حلّے اور تیس زریں لوہے کی بطور جزیہ دیں اور مصالحت کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم مباہلہ کرتے تو تباہ و برباد ہو جاتے سارا میدان آگ سے بھر جاتا اور یہ آگ نجران کے سب رہنے والوں کو حتیٰ کہ پرندوں کو بھی جلا کر بھسم کر دیتی۔

اس آیت مبارکہ کی ترتیب بالکل وہی ہے جیسے یہ نفوس قدسیہ میدان میں تشریف لا رہے تھے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ قرآن کی نص قطعی ہے کہ ابناء نا سے مراد حسن وحسین ابناءِ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

حضرت العلامہ محمد بن علی صبان مصری فرماتے ہیں اہل بیت اطہار کی محبت اصل ایمان اور جان ایمان ہے۔حضرت ختمی مرتبت جناب رسالت مآب فرماتے ہیں۔

وما بال قوم یؤذوننی فی اہل بیتی والذی نفسی بیدہٖ لا یومن عبد حتی یحبنی ولا یحبنی حتی یحب ذریتی۔

(اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ و فضائل اہل بیتہ الطاہرین)

"اس قوم کا کیا بنے گا جو مجھے میری اہل بیت کی وجہ سے اذیت دیتی ہے۔قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھ سے محبت نہ کرے۔اور کوئی بھی مجھ سے دعویٰ محبت میں سچا نہیں ہوسکتا جب تک میری ذریت وعترت سے محبت نہ کرے"۔

حضرت فقیہ العصر امام موسیٰ کاظمؑ سے کسی سائل نے عرض کیا آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ ہم ذریت رسول ہیں حالانکہ تم اولادِ علی مرتضیٰ ہو اور انسان کا نسب باپ دادا سے چلتا ہے۔

فقال الامام الکاظم رضی اللہ عنہ اعوذ باللّٰہ من الشیطان

الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و من ذریتہ دائود سلیمان و
ایوب و یوسف و موسیٰ و ہارون و کذالك نجزی المحسنین و
ذکریا ویحییٰ و عیسٰی والیاس کل من الصالحین۔

(سورۃ الانعام آیت نمبر 85 ,84. پارہ نمبر7)

اوراس ابراہیم کی اولاد میں سے داؤداور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی راستہ دکھایا اور ہم نیکی کرنیوالوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ذریت انبیاء میں حضرت مریم علیہا السلام کی جہت سے ہی شامل کیا ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی ذریت انبیاء میں ہماری والدہ سیدہ طاہرہ علیہا السلام کی جہت سے شامل کیا ہے۔

وزیادہ اخری قال عزوجل فمن حاجك من بعد ماجاءك من
العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم
وانفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔
ولم یدع النبی ﷺ عند مباھلۃ النصاری غیر علی وفاطمۃ
والحسن والحسین (وھما الابناء) ای ابناء رسول اللہ ﷺ۔

(الجامع لاحکام القرآن۔ للقرطبی ، جلد نمبر 4صفحہ نمبر104طبع بیروت. القاہرہ۔مصر. الدرر البیھیۃ فی الانساب الحیدریہ. مطبوعہ حلب۔مصر صفحہ نمبر66)

مزید فرماتے ہیں! حضرت نبی کریم ﷺ نے مباہلہ نصاریٰ کے وقت علی مرتضٰی، فاطمہ زہراؑ اور حسنین کریمین کے علاوہ کسی اور کو دعوت دی ہی نہیں۔ اس آیت میں ابناء سے مراد حسنین کریمین ہیں جو کہ ابناء رسول اسلام صلوٰت اللہ علیہم ہیں۔

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ الطبقات الکبری للشوکانی ، جلد نمبر1صفحہ38

(الفصول المھمہ لابن الصباغ المالکی صفحہ 220)

(البدیۃ والنھلیۃ لابن کثیر جلد نمبر10صفحہ183)

(تاریخ ابن خلدون ۔ جلد نمبر4صفحہ 249)

موقف حضرت حسین اور معرکہ حق وباطل

اس معرکے کو جوحق وباطل اور کفرواسلام کا معرکہ باور کرایا جاتا ہے اسکی حقیقت کیا ہے اور اس کو فی الواقع حق وباطل کا معرکہ تسلیم کرلینے سے اہلسنت کے بنیادی عقیدے پر سخت ضرب پڑتی ہے۔

یہ معرکہ حق وباطل کا نہ تھا۔ (رسومات محرم الحرام۔ صفحہ 34)

مزید لکھتے ہیں!

خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے اس بات کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ انھوں نے مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر پا کر واپس لوٹ جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا اور پھر کوفہ پہنچنے کے بعد واپس جانے کی جو صورتیں پیش فرمائیں اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ سابقہ موقف سے جو بھی ان کے ذہن میں تھا رجوع فرمالیا گیا۔ اگر ان کے نزدیک یہ معرکہ حق وباطل ہوتا تو وہ ہرگز اس سے رجوع نہ فرماتے۔

یزید کے موقف کی وضاحت تاریخ میں موجود ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس وقت کی ساری قلمرو میں وہ حضرت معاویہ کے صحیح جانشین قرار دیے گئے۔ صرف مدینہ منورہ کے چار صحابیوں سے بیت لینی باقی تھی۔

1۔ حضرت عبداللہ بن عمر　　2۔ حضرت عبداللہ بن عباس
3۔ حضرت عبداللہ بن زبیر　　4۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہم

اول الذکر دونوں بزرگوں نے یزید کی حکومت باقاعدہ طور پر منظور کرلی جیسا کہ تاریخ طبری وغیرہ سب تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔

جبکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پہلوتہی کی جس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا۔

اتقیا ولا تفرقابین جماعۃ المسلمین

"دونوں اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ نہ ڈالو"۔

(البدایہ والنھایہ 8/150طبری 4/254)

اور واقعہ یہ ہے کہ جن محققین علمائے امت نے حقائق کی روشنی میں جذبات سے الگ ہوکر اس پر غور کیا ہے وہ یزید کی حکومت کو اسی طرح درست تسلیم کرتے ہیں جس طرح حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر سارے شہروں کے سب صحابہ وتابعین نے صرف مذکور الصدر دو صحابیوں کے سوا، یزید کو وقت کا امیر المومنین تسلیم کرلیا تھا۔ رہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا موقف؟ تو حقیقت یہ ہے کہ بعد کی حاشیہ آرائیوں اور فلسفہ طرازیوں سے صرف نظر کرکے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے واضح الفاظ میں اپنے موقف کی کبھی وضاحت ہی نہیں فرمائی کہ وہ کیا چاہتے تھے؟ اور ان ... کے ذہن میں کیا تجویز تھی؟ یزید کے خلیفہ بن جانے کے بعد جب گورنر مدینہ ولید بن عقبہ نے انہیں یزید کی بیعت کرنیکی دعوت دی تو انھوں نے فرمایا کہ میں خفیہ بیعت نہیں کرسکتا۔ اجتماع عام میں بیعت کرونگا۔

امّا ماسألتنی من البیعة فان مثلی لا یعطی بیعته سرّا اراك
تجتزی بھا منّی سرا دون ان تظھر ھا علی روس الناس علانیه

(طبری 4/251)

گورنر نے انہیں مہلت دیدی۔ حضرت حسین یہ مہلت پاکر مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے۔ مکہ پہنچ کر بھی انھوں نے کوئی وضاحت نہیں کی البتہ وہاں سے کوفہ جانے کی تیاریاں شروع کردیں جس کی خبر پاکر ہمدرد وبہی خواہ جن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ متعدد صحابی بھی تھے۔ انہیں کوفہ جانے سے روکتے رہے لیکن وہ کوفہ جانے پر ہی مصر رہے۔ حتیٰ کہ ایک موقعہ پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار عبداللہ بن جعفر گورنر مکہ عمرو بن سعید کے پاس آئے اور ان سے استدعا کی کہ آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام ایک چٹھی لکھ دیں جس میں واضح الفاظ میں انہیں امان دیے جانے اور حسن سلوک کرنے کا ذکر ہو۔ تاکہ حسین رضی اللہ عنہ واپس آجائیں اور کوفہ نہ جائیں اور گورنر نے منظور کرتے ہوئے ایسا ہی کیا اور ساتھ اپنا بھائی بھی روانہ کیا لیکن وہ امان نامہ دیکھ کر بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر اور گورنر کے بھائی سے معذرت کرلی اور کوفہ جانے پر ہی مصر رہے۔ اور یہاں بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف کی وضاحت نہیں کی بلکہ صاف لفظوں میں کہا کہ میں کوفہ جس مقصد کیلئے جارہا ہوں وہ صرف مجھے معلوم ہے اور وہ میں بیان نہیں کرونگا۔

(طبری 4/291)

درجواب آں غزل

لما اراد معاویة ان یبایع لیزید کتب الی زیاد یستشیرهٗ۔ شاور زیاد عبید بن کعب النمیری و اخبرهٗ۔ ان امیر المومنین کتب الّی یزعم انه قد عزم علی بیعة یزید و ھو یتخوف نفرة الناس و یرجوا مطابقتھم و علاقة امر الاسلام و ضمانه عظیم و یزید صاحب رسلة و تھاون مع قد اولع به من الصید فالق امیر المومنین مود یاعنی فاخبرهٗ عن مغلات یزید و قل له رویدك بالامر و لا تجعل فان درکافی تاخیر خیر من تعجیل عاقبته الفوت۔

(تاریخ طبری۔ جلد نمبر6، صفحہ169)

"حضرت امیر معاویہ نے جب یہ ارادہ کرلیا کہ لوگ یزید کی بیعت کرلیں تو انہوں نے زیاد کی طرف خط لکھا کہ اس بارے میں زیاد کی کیا رائے ہے؟ اس نے اپنے ہمزاد عبید بن کعب نمیری سے مشورہ کیا کہ امیر المومنین حضرت معاویہ کا خط آیا ہے کہ وہ یزید کیلئے بیعتِ خلافت لینے کا ارادہ کرچکے ہیں۔ ساتھ ہی یہ خوف بھی اس پر مسلط ہے کہ لوگ اس اقدام سے نفرت کرینگے۔ زیاد نے عبیدہ سے کہا یہ معاملہ بڑا اہم ہے اس کا تعلق اسلام سے ہے۔ یزید لاابالی مزاج۔ غفلت وکاہلی اس کا وطیرہ ہے۔ اس کے علاوہ شکار کا دلدادہ ہے۔ تم جاؤ امیر المومنین کے پاس اور میری طرف سے انہیں یہ پیغام دو اور یزید کی کارستانیوں سے انہیں آگاہ بھی کرو اور عرض کرو کہ آپ اس معاملہ میں جلدی نہ کریں صبر سے کام لیں۔ مقصود کا تاخیر سے حاصل ہونا نہ ملنے سے بہتر ہے"۔

المستفادات

1۔ زیاد جیسے وفادار کے نزدیک بھی یزید مسلمانوں کی حکومت کیلئے موزوں شخص نہ تھا اس کا کردار ناپسندیدہ اور داغدار تھا۔

2۔ حضرت معاویہ کو یزید کے صحیح حالات کا بھی پتہ نہ تھا اگر علم ہوتا تو زیاد کو عبید بن کعب سے یہ بات کرنے کی نوبت نہ آتی۔ کہ امیر معاویہ کو صحیح حالات سے آگاہ کرو۔ بلکہ یزید کو بھی سمجھاؤ کہ وہ غلط کاریوں سے باز آئے۔

3۔ حضرت امیر معاویہ کے گورنر بھی یہ جرأت نہ کر سکتے کہ اعیان مملکت میں والی شام کو صحیح حالات سے مطلع رکھتے۔ (تہذیب التہذیب، جلد نمبر 11 صفحہ 361 ملاحظہ ہو)

عمر بن عبدالعزیز کی مجلس میں ایک روز یزید کا ذکر چھڑ گیا۔ کسی شخص نے کہا یزید امیر المومنین کا فرمان ہے۔ ابھی اس نے یزید امیر المومنین کہا ہی تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز غصہ سے بے قابو ہو گئے اور کہنے لگے تم یزید جیسے بد بخت، شقی اور نابکار کو امیر المومنین کہہ رہے ہو۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اس شخص کو اس جرم میں کہ اس نے یزید بد بخت کو امیر المومنین کہا "بیس کوڑے مارو"۔ تاکہ آئندہ کوئی یہ جرأت نہ کر سکے۔ (بحوالہ حضرت امام حسین اور یزید پلید)

بنوامیہ کے اپنے افراد اس بد بخت کو امیر المومنین ماننے' کہنے اور سننے کیلئے تیار نہیں۔ اس کے اپنے بیٹے نے اُسے امیر المومنین، خلیفہ المسلمین نہیں کہا اور نہ تسلیم کیا۔

(دیکھیے کتب تواریخ اور معاویہ بن یزید)

اور یہ حضرت ہیں کہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ خلیفہ برحق اور عالم اسلام کا متفقہ امیر المومنین ہے سوائے چار صحابہ کے۔

اگر وہ متفقہ تھا تو مدینہ کو کیوں جلایا؟ مسجد نبوی میں گھوڑے کیوں باندھے گئے؟ روضہ من ریاض الجنتہ میں خچر کیسے باندھے گئے؟ حرمات مدینہ کیسے حرام اولاد جنم دیتی رہیں؟ حرم کعبۃ اللہ کی عزت کو پامال کیوں کیا گیا؟ غلاف کعبۃ اللہ کیونکر نذر آتش ہوا؟ خدا کیلئے انصاف بھی کس شے کا نام ہے؟

دین اسلام اللہ کی حاکمیت کا دین ہے۔ لمن الملك لله لواحد القهار ایک دن یوم الدین، حساب وکتاب کا دن ہے ہمیشہ اس دنیا میں نہیں رہنا کہ درہم و دیناروں سے کھیلتے رہیں۔ اللہ کے محبوب بندوں کے قاتل۔ قاتل تو مانو۔ انہیں ناحق تو کہتے رہیں۔ مجرم کو سزا نہ دو لیکن اقرار جرم تو کرتے رہو۔ جرم بہر حال جرم ہوتا ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ موقف حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام واضح کیسے نہیں

یا ایهاالناس، ان رسول الله ﷺ قال من رأى سلطانا جائرا مستحلا لحرم الله، ناكشا لعهد الله مخالفا لسنة رسول الله ﷺ يعمل فى عباد الله بالاثم والعدان۔ فلم يغير عليه بفعل ولا قول كان حقا على الله ان يدخله مدخله الاوانّ هولاء قد لزمو اطاعة الشيطان و تركو اطاعة الرحمن و اظهروا الفساد و عطلوا الحدود واستاثر وا بالغنى واحلوا حرام الله و حرّموا حلاله و انا احق من غيو۔

"لوگو! بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص ایسے ظالم شخص کو دیکھے جو اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال کرے جو اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو توڑ ڈالے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کرے۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ گناہ اور زیادتی کا برتاؤ کرے۔ اور دیکھنے والا اپنے قول وعمل سے اس کو بدلنے کی کوشش نہ کرے تو قیامت کے دن اس شخص کو بھی جہنم کے اسی طبقہ میں داخل کیا جائیگا جس میں وہ ظالم داخل ہوگا۔

اے لوگو! بیشک ان بد بختوں نے (یزید اور اس کے ماننے والوں نے) نے شیطان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے اللہ رحمٰن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے فساد کا بازار گرم کر رکھا ہے اور حدود اللہ اور حدودِ اسلام کو معطل کر دیا ہے اور مال ودولت کو ہڑپ کر جانا ان کا معمول بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حلال کو یہ حرام کر رہے ہیں اور اللہ نے جو حرام کیا ہے اسے انہوں نے حلال کر رکھا ہے۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں ایسے ظالموں کے خلاف سینہ سپر ہو جاؤں۔

اس خطبہ مبارکہ میں کونسا ابہام رہ گیا ہے یا کونسی وضاحت باقی ہے جو فاضل مصنف رسالہ رسومات محرم الحرام کو درکار ہے۔ جو امام حسین علیہ السلام کا موقف واضح نہیں۔ جب ظلموں کی حد ہو چکی تھی جانیں محفوظ نہ تھیں عزتوں پر حملے ہو رہے تھے' مال ہڑپ کیے جا رہے تھے۔ حدود اللہ کو پامال کیا جا رہا تھا اللہ کے حرام کردہ اوامر کو معطل کر دیا گیا تھا۔ اللہ کی حرام کردہ مستورات کے نکاح کروائے جا رہے تھے اللہ کے حلال کردہ کو حرام کیا جا رہا تھا۔ تو کیا حسین علیہ السلام پروردہ نگاہِ نبوت و رسالت بھی خاموش تماشائی بن کر بیٹھ جاتے ؟۔

جن کی رگوں میں پاک زہراؑ کا خون تھا جو حیدر و صفدر' صف شکن اسد اللہ الغالب کا لخت جگر ہو۔ جو رسول اللہ ﷺ کی گود میں جوان ہوا ہو وہ یہ سب کچھ ہوتا ہوا کیسے دیکھ سکتے تو آپ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اسلام اور مسلمانوں کی عزت و آبرو بچالی اور یہ بد بخت ملاں ہیں کہ اس واقعہ سے ہی انحراف ہے کہ یہ معرکہ حق و باطل تھا ہی نہیں !۔

دوسری شہادت ملاحظہ ہو

حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ کے صاحبزادے اور ذاتی زہد و تقویٰ کی وجہ سے راہب کے لقب سے ملقب شخص اہل مدینہ کے ایک وفد کے ہمراہ یزید کی ملاقات کیلئے تشریف لے گئے۔ یزید کے ہاں کئی دنوں تک اس وفد نے قیام کیا اس وفد نے یزید کے شب و روز دیکھے۔ احوال و طوار سے آگاہی حاصل کی اہل مدینہ اس کے فسق و فجور کے حالات سن کر حیران رہ گئے۔ تمام اہل مدینہ نے اس فاسق شخص کی بیعت توڑ دی۔ وفد نے جو حالات اہل مدینہ کو بتائے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

قالو اقدمنا من عند رجل لیس له دین یشرب الخمر و یضرب بالطنا بین و یعزف عندهٔ القیان و یلعب بالکلاب و یسهر عندهٔ الحراب وهم اللصوص وانا نشهد کم انّا قد خلعناهٔ۔

(تاریخ طبری. صفحہ 4 جلد نمبر 8، تاریخ کامل 4/103)

(سیدنا امام حسین علیہ السلام اور یزید پلید)

وفد مدینہ شام سے واپسی پر گویا ہوا۔ ہم ایک ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں جو شراب پیتا ہے' طنبورے بجاتا ہے' لونڈیاں اس کے سامنے گاتی ناچتی ہیں کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے۔ رات گئے تک چور اُچکے اس کے پاس بیٹھ کر داستان سرائی کرتے ہیں اور اے اہل مدینہ ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کی بیعت کا قلاوہ گردن سے اتار کر پھینک دیا ہے۔

اس وفد کے ایک رکن حضرت زبیر کے صاحبزادے منذر تھے۔ جو اس وفد کے ساتھ واپس نہیں آئے بلکہ دمشق سے کوفہ تشریف لے گئے اور کوفہ سے مدینہ شریف پہنچے ان کی یزید کے بارے میں رائے ملاحظہ ہو۔

ان یزید والله لقد اجازنی الف درهم و انه لایمنعنی ماصنع الّی ان اخبر کم خبرهٔ و اصد قکم عنه۔
والله انه یشرب الخمر وانه یسکر حتی یضیع الصلوة و عابه بمثل ماعابه اصحابه الذین کانو امعه۔

(تاریخ کامل 4/104 طبری جلد 7/4)

''قسم بخدا یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم تحفۂ دیئے۔ لیکن یہ عطیہ و تحفہ مجھے یہ کہنے سے مانع نہیں ہو سکتا کہ میں تمہیں اس کے بارے میں صاف صاف بات نہ بتا دوں۔ وہ شرابی ہے اور اتنی شراب پیتا ہے کہ نشہ کی وجہ سے نماز ترک ہو جاتی ہے۔ وفد کے دوسرے ارکان کی طرح پھر انھوں نے بھی وہ تمام باتیں بتائیں جو وہ پہلے بیان کر چکے تھے کہ

''طنبور بجاتا ہے' لونڈیاں اس کے دربار میں اس کی موجودگی میں گاتی ہیں' کتوں سے کھیلتا ہے۔ رات گئے تک چور اُچکے اس کے پاس بیٹھ کر ہرزہ سرائی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ''۔

یزید بد بخت کے بارے میں علامہ ابن کثیر کی رائے بھی ملاحظہ ہو۔

قدروی ان یزید کان قد اشتهر بالمعازف و شرب الخمر والغناء والصيد و اتخاذ الغلمان و القيان والكلاب والنطاح بين الكباس والرباب والقرود مامن يوم الايصبح فيه مخموراً۔

(البدايه والنهايه جلد نمبر8صفحه 235)

''یزیدان باتوں میں بڑی شہرت رکھتا تھا۔ گانا بجانا، شراب نوشی، غنا، شکار، لونڈے اور لونڈیاں رکھنا، کتے پالنا، مینڈھوں، ریچھوں اور بندروں کی کشتی کرانا وہ جب صبح کو اٹھتا تو نشے میں مخمور ہوتا''۔

(امام حسين عليه السلام اور يزيد پليد)

اب ملاحظہ ہو:۔

سیداور غیر سید نیز سادات کا کفو

ساد يسودُ سيادةو سوددًا۔ سُو دداً او سَيدودةً و سُوداً۔

شریف ہونا، بزرگ ہونا، قوم کا سردار ہونا، شان وشرف میں کسی پر غالب آنا ۔اس کی جمع سادات آتی ہے۔

السيّد، سردار۔اس کی جمع **اسياد و سادة** اور **سيائد** ۔

حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی اولادنسل والے سیدان؛ حضرت حسن اور حضرت حسین

السیّد ہ؛ حضرت مریم علیہا السلام کالقب

(المعجم الوسيط ـ المنجد۔ ناشر مجمع اللغته العربيه۔ مصر)

ساد ، يسود، سيادة و سودداً ، عظم ، حجر و شرف ـ صار سيدهم بڑاہونا۔ بزرگ ہونا۔ خاندان شرفا سے ہونا۔ جیسے کہا جاتا ہے **صار سيد هم** وہ اپنی قوم کا سردار ہوا۔ القرآن الکریم میں موجود ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی تو فرمایا؛

ان الله يبشرك بيحيٰ مصدقاً بكلمة من الله وسيّدا و حصورا و نبيامن الصالحين۔

(سورة آل عمران نمبر3، آيت نمبر39)

بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو مژدہ دیتا ہے حضرت یحییٰ کا جو اللہ کی طرف سے کلمۃ اللہ کی تصدیق کریگا اور سردار اور ہمیشہ کیلئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے ہوگا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا سید وسردار قرار دیا ہے اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں سید اس رئیس کو کہتے ہیں جو مخدوم ومطاع ہو۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام مومنین کے سردار اور علم وحلم اور دین میں انکے رئیس وسردار تھے۔

2۔ سيدها :استبقاالباب و قدت قميصه من دبر و ايضا سيدها لدا الباب قالت ماجزاء من اراد باهلك سوء الا ان يسجن او عذاب اليم ـ

''اور وہ دونوں حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اس کا کرتہ پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا (سید وسردار) گھر والا دروازے کے پاس ملا۔ وہ عورت بولی کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی چاہی مگر یہ کہ قید کیا جائے یا عذاب الیم' دردناک عذاب''۔

اس آیت مبارکہ میں عورت کے گھر والے' شوہر کو اس کا سید کہا گیا ہے عورت محکوم اور اس کا خاونداس کا سردار ہے۔

3۔ تیسری آیت مبارک ملاحظہ ہو۔

قالوا ربنا انا اطعناسادتنا و كبرأنا فاضلونا السبيلا

''اے ہمارے رب ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے وڈیروں کی توانہوں نے ہمیں بہکا دیا راہِ راست سے''۔

اس آیت مبارکہ میں قوم کے سربراہان ووڈیرے لوگوں کو سادتنا کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

تینوں آیات بنیات میں جو قوم کے مطاع وفرمان روا ہیں اور مخدوم ہیں انہیں سادات کہا ہے یہ واقعات ہیں رسول اللہ ﷺ کے اس عالم دنیا میں ظہور فرمانے سے قبل کے حضرت یحییٰ مطاع ہوئے تو سردار بنے اور قوم نے انہیں سید مان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سید کہہ کر بنی اسرائیل سے سید منوالیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا زمانہ آیا تو وہ زلیخا جس کی محکوم تھی وہ اس کا خاوند قرآنی لفظ کے مطابق اس کا سید بنا۔ کیونکہ وہ عورت اس کی مطیع وخادمہ تھی۔ یوسف علیہ السلام کیلئے عزیز مصر سید نہیں قرآن فرماتا ہے۔

ایضا ان دونوں کوملا، لدا الباب ، دروازے کے سامنے سیدھا ،اس عورت کا سردار۔

چونکہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے خادم ومطیع پیدا فرمایا ہے اور مرد کو مخدوم ومطاع اس لیے اللہ کریم نے زلیخا کے شوہر کو سید زلیخا فرمایا۔

تیسری آیت مبارکہ میں تو قوم کے جہنمی لوگوں نے اعلانیہ تسلیم کرلیا کہ ہماری تباہی و بربادی ان ہمارے مطاع سرداروں اور ہماری جماعت کے عالموں مذہبی رہنماؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جن کی اطاعت وفرمانبرداری ہمیں جہنم تک لے آئی۔

آج سے تقریباً پندرہ سو سال قبل سید الانبیاء المرسلین ﷺ نے اس اس دنیا میں ظہور فرمایا۔ آپ ہیں سید الاولین والآخرین ﷺ۔

40 سال بعد آپ نے بعثت کا اعلان فرمادیا۔ خوش نصیب لوگ آواز رسالت مآب ﷺ سنتے گئے اور جوق در جوق دولت اسلام سے بہرہ یاب ہوتے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات والاصفات مطاع اور مخدوم ہوئی اور جناب حضرت ابوبکر صدیق مطیع وفرمانبردار بنے۔

پھر آہستہ آہستہ تعداد بڑھتی گئی متبع اور مطیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لائق تحسین ہوتے گئے جیسے جیسے مطیع رسول اسلام بنتے گئے۔

اب لفظ ''سیّد'' دیکھیے

جب جنایات کا باب کھلے گا تو جانی کو سزا دینے کیلئے جنایت کا ثبوت ضروری ہوگا جس کے اسلام میں صرف درج ذیل 10 طرق ہیں۔

1۔ شواہد 2۔ قرائن 3۔ اقرار 4۔ القامۃ 5۔ القافۃ 6۔ القرعۃ
7۔ علم الحاکم 8۔ یمین المدعی 9۔ نکول المدعی 10 یمین المدعی مع الشاہد۔

ان سب طرق میں اقرار کو سید الادلہ کہتے ہیں کہ ملزم خود اقرار کرے۔

ملاحظہ ہو لفظ سیّد اور اس کا مدلول

ہمارا دعویٰ ہے کہ سادات موجود ہیں اور ان کی وجہ سے آسمانوں سے بلاؤں کا نزول روک دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

اھل بیتی امان لامتی ''میرے اہل بیت میری امت کیلئے امان ہیں''۔

خاندان رسول اللہ ﷺ ابد الاباد تک قائم رہے گا۔ کل بروز محشر تمام نسب اور تمام رشتے منقطع ہوجائیں گے سوائے رسول اللہ ﷺ کے نسب اور رشتوں کے۔ رسول اللہ ﷺ کا نسب اور آپ کے رشتے ناطے وقوع قیامت کے بعد بھی قائم رہیں گے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله ﷺ

...... کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامة الانسبی و سببی

...... کل نسب و سبب ینقطع یوم القیامة الانسبی و صهری

...... کل نسب و صهر ینقطع یوم القیامة الانسبی و صهری

......او کما قال علیه الصلوة والسلام و آله الکرام

یہ حدیث مبارکہ اختلاف لفظی کیساتھ مذکور ہے اور جن کتب میں مندرجہ ہے ملاحظہ ہوں۔

مستدرك حاكم 3/142، مجمع الزوائد للهيثمى القدسى 4/271.

كنزل العمال 11/409، حديث نمبر 3/915 ,3/914.

ابن عساكرعن ابن عمر . العجم الكبير للطبرانى 3/243.

تفسير قرطبى جلد نمبر4. حلية الاوليا لابى نعيم جلد نمبر2.

نمبر 1۔ حضرت صهر رسول عمر بن خطاب، راوی الحدیث کوجھوٹا تو کہانہیں جاسکتا۔

نمبر2۔ قیامت کا دن تو بعد میں آئے گا رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات سے لیکر وقوع قیامت تک کا دورانیہ بھی تو گزرنا ہے! جو کئی سو سالوں پر مشتمل ہے۔

کیا عاص بن وائل سہمی کے بکواس کی اتنی اہمیت ہے کہ اس عرصہ میں نسب رسول اللہ کو منقطع مان لیا جائے کیا اُسے سچا ثابت کرنے سے تکذیب واہانت رسول لازم نہ آئیگی؟

ظلم تو یہ ہے کہ مجسمہ تکبر وجہالت اور حماقت کو لوگ عرفان کہتے ہیں۔

قرآن مجید فرقان حق وباطل کی سورۃ کوثر کے نزول کا سبب کیا بنا تھا؟

ابناء الرسول

وكان اول من مات من ولده القاسم ثم مات عبدالله بمكة فقال العاص بن وائل السهمى قد انقطع ولدهٗ فهو ابتر فانزل الله عزوجل ان شانئك هو الابتر۔

(المنتظم فی تاریخ الامم والملوک جلد نمبر2 ص 317 لابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابن الجوزی، الطبعۃ الاولی 1992م المتوفی سنۃ 597ھ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم بن محمد رسول اللہ کا وصال پر ملا ہوا۔ ان کے بعد مکہ شریف میں ہی حضرت عبداللہ بن محمد رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا حضرت عبداللہ کے وصال کے موقع پر مکہ کا عاص بن وائل کتے کی طرح بھونکا اور اس نے آپ کو منقطع النسل (الابتر) کہا غیرتِ خداوندی نے برداشت نہ کیا اور سورۃ کوثر کا نزول فرمایا۔

اِنّ شانئك هو الابتر۔

''اے محمد عربی ﷺ آپکے دشمن ہی بے نام ونشان اور اوتر وابتر ہیں''۔

اور آج دنیا کے کسی خطے پہ عاص بن وائل سہمی کا کوئی صلبی بیٹا موجود نہیں ہے۔ ہاں اس کے شیطانی وروحانی بیٹے نسب رسول اللہ ﷺ پر طعن وتشنیع کرنیوالے موجود ہیں لیکن ان کے شک کرنے سے قرآن لاریب ہی رہے گا۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ایسے ہی خاندان رسول اللہ ﷺ سے اگر ساری دنیا بھی انکار کر بیٹھے تو پھر بھی سادات موجود رہیں گے کیونکہ یہ اللہ کا رسول اللہ ﷺ سے وعدہ ہے۔

حضور پرنور ﷺ کی نرینہ اولاد صلوٰۃ اللہ علیہا تو یہی تھی جو وصال فرما گئی۔

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

كل ولد اب فعصبتهم لابيهم ماخلا ولد فاطمة فانى ابوهم و عصبتهم۔

''ہر بیٹے کا باپ ہے اور اس کا عصبہ وخاندان بھی سوائے اولادِ فاطمہ الزہراؑ صلوات اللہ علیہا کے انکا باپ بھی میں ہوں اور ان کا عصبہ وخاندان بھی میں محمد رسول اللہ ہی ہوں''۔

(الجامع الكبير الجزء الثانى 1/1193، الدار قطنى جلد نمبر2جز و ثالث)

وَما بال قوم يوذوننى فى اهل بيتى؟ والذى نفسى بيده لايومن عبد حتى يحبنى ولا يحبنى حتىٰ يحب ذريتى

(اسعاف الراغبين فى سيرة المصطفى و فضائل اهل بيته الطاهرين لعلامه محمد بن على صبان مصرى)

''اس قوم کا کیا حال ہوگا جو مجھے میرے اہل بیت کی وجہ سے اذیت دیتی ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس وقت کوئی بندہ کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک مجھ سے محبت نہ کرے اور کوئی میرا محب نہیں ہو سکتا جب تک میری ذریت سے محبت نہ کرے''۔

اما ابناء النبی ﷺ او بمعنی اوضع ابناء الزهرا رضی الله عنها و
عنهم اعتبار هم فی النسب انهم ابناءُهٗ ﷺ فقد جاء ذکر هم
فی قوله تعالیٰ عز و جل
فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا
و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین۔
فجاء النبی ﷺ بالحسن و الحسین و فاطمة تمشی خلفه و
علی خلفها و قال لهم ان انا دعوت فامنوا۔

(الجامع الحکام القرآن للقرطبی جلد نمبر4صفحہ104)

فلم یدع النبی ﷺ عند مباهلة النصاری غیر علی و فاطمة
والحسن و الحسین (و هما الابناء) او ابناء الرسول ﷺ۔

رسول اللہ ﷺ کے بیٹے بلکہ واضح ترین معنی میں فاطمہ الزہراؑ کے شہزادے نسب کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں۔ جیسا کہ آیتِ مباہلہ نصاری میں واضح ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے وفد بنی نجران کے مقابلہ میں حسنین کو ساتھ لیا۔ فاطمہ الزہراؑ آپ کے پیچھے اور ان کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ تشریف لا رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان نفوس قدسیہ سے فرما رہے تھے اگر میں دعا کروں تو آپ لوگوں نے آمین کہنا ہے۔

اسی موقع پر رسول اللہ نے ابناء کی جگہ پہ مولا حسن اور مولا حسین کو ساتھ لیا کسی اور کو ساتھ نہیں لیا۔

ولهذا اهل البیت منحصرون فی ابناء الزهرة وحدهم و فی ذریة
الحسن و الحسین و منهما تستمر ذریة النبی ﷺ الی یوم
القیامة لقوله ﷺ
کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامة الاسببی و نسبی۔

(دار قطنی جلد نمبر2جزو ثالث طبع الکبری الامیریه ، المصریه ۔ القاہرہ)

"لہٰذا اہل بیت رسول صرف اور صرف حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی اولاد ہیں۔
حضرت حسن اور حضرت حسین کی ذریت سے ہی رسول اللہ ﷺ کا خاندان
قیامت تک قائم ہے آپ کے اس فرمان کے مطابق"

"کہ ہر نسب و صہر منقطع ہو جائیگا سوائے میرے نسب و اصہار کے"۔

سال سائل عن الامام سید نا موسیٰ الکاظم رضی الله عنه کیف
قلتم نحن ذریة رسول الله ﷺ و انتم بنو علی انما ینتسب
الرجل الی جده لابیه دون جده لامه ؟
فقال الامام الکاظم رضی الله عنه اعوذ بالله من الشیطان
الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ۔ و من ذریة دائود و سلیمان و
ایوب و یوسف و موسیٰ و هارون و کذالك نجزی المحسنین
و ذکریا و یحیی وعیسی و الیاس ـــ ولیس لعیسی اب ۔
وزیاده اخری قال عزوج ۔ فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم
ونساء نا و نساء کم انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله
علی الکاذبین۔۔۔
فلم یدع النبی ﷺ عند مباهلة النصاری غیر علی و فاطمة
والحسن و الحسین

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۔ جلد نمبر4صفحہ104، ذخائر العقبی للحب الطبری ۔ صفحہ 25 طبع مصر ۔ القاہرہ)

فتویٰ امام موسیٰ کاظم

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کیا جناب آپ سادات کرام کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کا خاندان ہیں جبکہ آپ تو حضرت علی المرتضیٰ اور جناب حضرت ابو طالب کا خاندان ہیں اور سلسلہ نسب تو باپ کی طرف سے چلتا ہے نہ کہ ماں کی طرف سے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن مجید سورۃ الانعام آیت نمبر 84 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وھبنا لہٗ اسحق و یعقوب کلا ھدینا و نوحا ھدینا من قبل ومن ذریۃ داود وسلیمان وایوب و یوسف و موسیٰ و ھارون و کذالک نجزی المحسنین و ذکریا و یحییٰ و عیسی والیاس ---

''اور ہم نے انہیں حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ عطا کیے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے حضرت نوحؑ کو راہ دکھائی''۔

''اور ان کی اولاد میں سے حضرت داوٗدؑ حضرت سلیمانؑ حضرت ایوبؑ حضرت یوسفؑ حضرت موسیٰؑ حضرت ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور ذکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو۔ یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں''۔

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماں کی نسبت سے ذریت کیا ہے اگر نیکوں کی ذریت اور اولاد ہونا قابل ذکر نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا انداز خطاب بھی ایسا نہ ہوتا۔

مزید برآں یہ کہ سورۃ آل عمران آیت نمبر 61 میں،

فقل تعالوا ندع ابناء نا ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

مباہلہ نصاریٰ کے وقت رسول اللہ ﷺ نے سوائے حضرت علی المرتضیٰ، فاطمۃ الزہراؑ اور حسنین کریمین کے کسی کو بلایا ہی نہیں۔ اس آیت مبارکہ سے بھی ثابت ہوا کہ حسنین حضرت علی کے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے شہزادے ہیں اور انہی سے رسول اللہ ﷺ کا نسب قیامت تک قائم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک۔

کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی و صھری۔

نسب میں تو یہ واضح ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن قصی بن کلاب بن مرہ --- کسی اور عامی کا نام تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ شجرہ طیبہ ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے اور یہ سلسلہ ذہبیہ ہی اس لائق ہے کہ انہیں سادات کہا جائے۔ ان کے بغیر اگر کوئی سید ہونیکا دعویٰ کرتا ہے تو اسے کسی احمق کی حماقت تو کہا جاسکتا ہے یا پھر تجاہل عرفانہ و عارفانہ۔

لفظ صھر اور عربوں کا استعمال

الاعتراض:۔

ممکن ہے کوئی صاحب لفظ ''صھر'' سے صرف داماد رسول اللہ ﷺ مراد لینے کی کوشش کرے یہ خطا و جہالت ہوگی یا پھر تجاہل عارفانہ۔

ازراہِ انصاف فرمایئے کیا!

حضرت عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، ابوالعاص بن ربیع کیساتھ ساتھ عتیبہ بن عدواللہ ابولہب اور عتبہ بن عدواللہ ابولہب کی شادیاں رسول اللہ ﷺ کے ہاں نہیں ہوئی تھیں اور ان کو یہ حدیث رسول علیہ التحیۃ والتسلیمات۔

کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامۃ الاسببی و نسبی

کوئی فائدہ دے سکتی ہے یا وہ اس حدیث کی رو سے صھر رسول بن سکتے ہیں؟

اس سے قبل کہ ہم بحث شروع کریں آؤ ذرا دیکھیں ''امھات الکتب اور لفظ صھر''

صھر۔ الصھر بالکسر ۔ القرابۃ۔ الصھر۔ حرمۃ الختونۃ و ختن الرجل صھرہٗ۔ والمتزوج فیھم اصھار الختن۔

وقال الفراء :بنینا صھر فنحن فرعاھا فانثھا

وکذانقلہ الصاغانی ج۔ اصہار وصہراء۔ الاخیرۃ فادرۃ و قیل

اهل بیت المرأة اصهار و اهل بیت الرجل اختان

ومن العرب من یجعل الصهر من الأختان و الاصهار جمیعا۔

و حقق بعضهم ان اقارب الزوج رحماء و اقارب الزوجة اختان

و الصهر یجمعهما نقله شیخنا۔

(تاج العروس۔ فصل الصاد من باب الرأس 344 تالیف۔ محمد مرتضیٰ: بیدی، جلد نمبر 3)

صهر رأسه۔ اذا دهنه بالصهارة

و فی حدیث الاسود بن یزید۔ انه کان یصهر رجلیه با ۔حم و هو

محرم الصیهور۔ مایوضع علیه متاع البیت من صفراو شبه او

نحوهٗ ۔ اصهر الجیش للجیش۔دنا بعضهم من بعض۔ فلان

مصهربنا۔ القرابة

(التکمله والذیل والصله ۔ الجزالثالث تالیف ۔ الحسن بن محمد بن الحسن المتوفی 650ھ)

صهر ۔ الصهر۔ القرابة

حرمة الختونة و ختن الرجل صهره المتزوج فیهم اصهار الختن

والاصهار۔ اهل بیت المرأة ولا یقال لاهل بیت الرجل الأختان

و اهل بیت المرأة اصهار۔

ومن العرب من یجعل الصهر من الاحماء والاختان جمیعا۔ یقال

صاهرت القوم اذا تزوجت فیهم۔

و قیل اهل بیت المرأة اصهار و اهل بیت الرجل اختان و قال

ابن الاعرابی الصهر زوج بنت الرجل و زوج اخته والختن

ابو امراة الرجل واخوامرٔته الاصمعی۔ الاحماء من قبل الزوج

والأختان من قبل المرأة والصهر یجمعهما۔

(لسان العرب لابن منظور)

والختن: الصهر نقله اللیث و هو زوج ابنته و نسبه الجوهری الی

العامه و انشد ابن بری لله اخر

وما علّی ان تکون جاریة حتی اذا مابلغت ثمانیة

زوجتها عتبة او معاویة أختان صدق و مهور عالیه

وقال اللیث

الختن زوج فتاة القوم و من کان من قبله من رجل او امرأة فهم

کلهم أختان لاهل المرأة وام المرأة ابوهااختان لزوج الرجل۔

(تاج العروس جلد 7صفحه 190، بیروت ۔ لبنان)

وفی الحدیث

علّی ختن رسول الله ﷺ امی زوج ابنته علیه الصلوة والسلام

وفی حدیث سعید بن جبیر رضی الله عنه۔

أینظر الرجل الی شعر ختنته ای اُم امرأته۔

(تاج العروس ۔بحواله مذکوره)

میرے نزدیک یہی معنی زیادہ قرین قیاس اور قوی ہے۔

والله اعلم بالصواب۔

یااهل بیت رسول الله حبکم فرض من الله فی القرآن انزلهٗ

یکفیکم من عظیم الفخر انکم من لم یصل علیکم لاصلوة لهٗ

(امام شافعی رحمته الله علیه)

الطرف السابع ۔ فی خصال الکفاة۔

احداها: التنقی من العیوب المثبتة للخیار۔۔۔ فمن به عیب لیس

کف ءٌ لسلیمة منه

الثانية :الحرية۔ فلا يكون رقيق كفؤا الحرة اصلية ولا عتيقة ---

ولامن مس الرق احد ابائه لمن لم يمس احدا من آبائها---

الثالثة :النسب ۔ فالعجمی ليس كف ءً اللعربية ولا غير القرشی للقرشية ولا غير الهاشمی والمطلبی للهاشمية او المطلبية -----

الرابعة:الدين والصلاح ۔ فمن اسلم بنفسه ليس كف ءً المن لها ابوان اوثلاثة فی الاسلام۔ والفاسق ليس بكف للعفيفة---

الخامسة:الحرفة۔ فاصحاب الحرف الدنيّة يسبوا اكفاء لغيرهم فالكنّاس و الحجام و قيم الحمام و الحارس و الراعی و نحوهم لايكافوئون بنت الخياط و الخياط لا يكافئ بنت تاجر او بذاز انه غير معتبر۔ فان اعتبرناهٗ فوجهان احدهما۔ ان المعتبر يسار بقدر المهر والنفقة۔

والثانی۔ لايكفی ذالك بل الناس اصناف۔ غنی و فقير و متوسط و كل صنف اكفأ وان اختلف المراتب۔ وفی "فتاوی القاضی حسين"انه لوزوّج بنتهٔ البكر بمهر مثلها رجلا معسرابغير رضأ هالم يصح النكاح علی المذهب لانه بخس حقها كتزويجها بغير كف ءِ۔

(روضة الطالبين و عمدة المفتين لامام النووی. الطبعة الثالثة 1980م الجزء السابع ص ۸۱۔۸۴۔ مطبوعه . المكتب الاسلامی ' بيروت، لبنان ۔مطبوعه. المكتب الاسلامی ' دمشق. شام)

فصل فی الاكفاء

الكف النظيرلغة يقال كافأه ای ساواه و منه قوله عليه الصلوة والسلام "المومنون تتكافأ دمائوهم و يسعی بذمتهم ادناهم"

اعلم ان الكفاة معتبرة فی النكاح لماروی جابر انه عليه الصلوة

والسلام قال "الا لايزوج النساء الا الا ولياء ولا يزوجن الامن الاكفاء" ولان النكاح يعقد للعمر ويشتمل علی اغراض و مقاصد كالا زدواج والصحبة والالفة و تاسيس القربات ولا ينتظم ذالك عادة الابين الاكفاء ولانهم يتعيرون بعدم الكفاء ة فيضرر الاولياء به

وقال مالك رحمه الله لاتعتبر الكفاة الافی الدين لقوله عليه الصلوة والسلام الناس سوا سية كا سنان المشط لافضل لعربی علی عجمی انّما الفضل بالتقوی وقال الله تعالیٰ ۔ ان اكرمكم عند الله اتقكم

وقلنا المراد به فی حكم الآخرة و كلا منافی الدنيا

قال رحمه الله (من نكحت غير كفء فرّق الولی)

والكفاة تعتبر نسباً فقريش اكفاء والعرب اكفاء وحرية واسلاما وابوان فيهما كالآباو ديانة ومالا وحرفة---------- 129

پر لکھتے ہیں۔ افضل الناس نسباً بنو هاشم ثم قريش ثم العرب لماروی عن محمد بن علی عنه عليه الصلوة والسلام ان الله اختار من الناس العرب و من العرب قريشا و اختار منهم بنی هاشم و اختارنی من بنی هاشم ولا فخر۔

(تبيبين الحقائق شرح كنزالدقائق. الجزء الثانی ، ص128,129الطبعة الدولیٰ 1313ہجری مطبع الكبری الاميريه ببولاق . مصر)تاليف:الامام العالم العامل العلامه البحرالحبر الفهامه فريد دهره وحيد عصره فخر الدين عثمان بن علی الزيلعی الحنفی)

اب سنیے جمہور فقہاء کرام کا موقف

۱۔ عن علی رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال لهٔ ثلاث لاتوخر الصلوة اذا اتت، والجنازة اذا حضرت، والایم اذا وجدت لها کفواً۔

(رواه الترمذی ، والحاکم ، وینل الاوطار)

۲۔ وحدیث جابر لاتنکحو النساء الاالا کفاء ولا یزوجوهن الاالا ولیاء ولا مهر دون عشرة دراهم۔

(الدار قطنی جز ثالث صفحه 245۔مطبع شرکة الغنیة المتحده۔ القاہره)

۳۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا۔

تخیر و النطقکم وانکحوا الاکفاء

(الدار قطنی ۔ صفحه299۔ اخرجه ابن ماجه والحاکم)

۴۔ حدیث عن عمر بن الخطاب وعائشہ رضی اللہ عنہم۔

لامنعن تذوج ذوات الاحساب الامن الاکفاء

(الدار قطنی جلد 3۔ صفحه 293رواه الترمذی)

۵۔ اذا تزوجت امرأة غیر کف فالنکاح باطل

(المغنی واشرح الکبیر لابن قدامة متوفی 630 جلد نمبر7صفحه 371۔مطبوعه : بیروت ، لبنان)

۶۔ قال الامام الشافعی

انه باطل لان الکفاة حق لجمیعهم والعاقل متصرف فیها بغیر رضاء هم فلم یصح کتصرف الفضولی۔

۷۔ والکفاة تعتبر نسبا فقریش اکفاء قریش۔۔۔۔۔

(تبین الحقائق شرح کنزالاقائق جلد4، صفحه128۔طبع بیروت)

والاصح عندابی حنیفة ان العجمی لایکون کفوا للعربیة ولو کان عالما او سلطانا

(الفقه الاسلامی و اوّلته جلد نمبر7صفحه243۔ طبع دمشق ۔ شام)

تالیف : الدکتور دهبة الزخیلی رئیس قسم الفقه الاسلامی بجا معه دمشق سوریة

۸۔ ویتفق الجمهور علی ان قریشا و هم اولاد النضر بن کنانة افضل نسبا من سائر العرب

فالقرشیة لا یکأ فها الاقرشی مثلها والقرشی کف لکل عربیة وان المرأة العربیة غیر القرشیة یکافهااى عربی من ای قبیلة کانت ولکن لایکافها غیر العربی ای العجمی۔

(الفقه الاسلامی و اوّلته الدکتور وهبة الزحیلی)

وتلك عشرة کامله

I۔ اذا زوجت المراء ة البالغة العاقلة نفسها من غیر کف او بغبن فاحش و کان لها ولی عاصب لم یرض بهذا الزواج اصلا لا لازما ولا موقوفا علی الرضابعد البلوغ

(الدر المختار جلد4)

II۔ اذا زوج الاب والا بن المعروف بسو ٔالاختیار عدیم الاهلیة او ناقصها من غیر کف اوبغبن فاحش فلم یصح النکاح اتفاقا۔

(رد المختار لابن العابدین)

III۔ ان تزوج المرأة نفسهابمهر المثل فاذا زوجت بغبن فاحش فلم یلذم العقد و کان للاولیاء عند ابی حنیفة حق الاعتراض حتیٰ یتم لها مهر مثلها او یفار قها

(فتح القدیر جلد4۔ البدائع جلد4۔ دارلمختار، ج4)

IV۔ ان یکون الزواج کفوا للمرأة فان زوجت المرأة نفسها من غیر کف لها کان للاولیاء حق الاعتراض ویفسخ القاضی العقد ان ثبت له عدم کفأة الزواج دفعا للعار۔

(ہذا متفق علیه بین المذاہب)

V۔ اتفق الفقهاء علی ان الکفاة حق لکل من المرأة واولیاء ها فاذا تزوجت المرأة بغیر کفؤ کان للاولیاء حق طلب الفسخ واذا زوجها الولی بغیر کف کان لها ایضاً الفسخ۔

(فتح القدیر ۔ جلد4۔البدائع ۔ جلد4۔ الشرح الکبیر جلد4)

ویری الشافعیة و فی روایة اخری عن احمد۔
ان غیر الهاشمی والمطلبی لیس کفوا لباقی قریش کبنی عبد
شمس و نوفل وان کانا اخوین لهاشم لخبر"ان الله اصطفیٰ من
العرب کنانة واصطفیٰ من کنانة قریش واصطفیٰ من قریش بنی
هاشم واصطفانی من بنی هاشم۔
او کما قال علیه الصلوة والسلام۔

(رواه الترمذی عن واثلة وهو صحیح)

(دلائل النبوة بیہقی صفحہ 130,131,144دارالفکر . بیروت 1983م)

مسئله :قال (واذا زوجت من غیر کف فالنکاح باطل)

اختلف الروایة عن احمد فی اشتراط الکفاة لصحة النکاح فروی
عنه انها شرط لها اذا تزوج المولی العربیة فرق بینهما وهذا قول
سفیان ـ وقال احمد فی الرجل یشرب الشراب ماهو بکف لها
یفرق بینهما وقال لو کان المتزوج حائکا فرقت بینهما لقول عمر
لامنعن فروج ذوات الاحساب الامن الاکفاء

(رواه خلال باسناده)

وعن ابی اسحاق الهمدانی قال خرج مسلمان و جریر فی سفر
فاقیمت الصلوة فقال جریر لسلمان تقدم انت قال مسلمان بل
انت تقدم فانکم معشر العرب لایتقدم علیکم فی صلاتکم ولا
تنکح نساء وکم ان الله فضلکم علینا۔ بمحمد ﷺ وجعله
فیکم و لان التزویج مع فقد الکفاة تصرف فی حق من یحدث
من الاولیاء بغیر اذنه فلم یصح کما لو زوجها بغیر اذنها۔
والروایة الثانیة ۔ عن احمد انهالیست شرط فی النکاح۔۔۔

ان اکرمکم عندالله اتقکم ۔ اس پر بحث گزر چکی ہے
فان قلنا لیست شرطا فی النکاح
فرضیت المرأة والا ولیاء کلهم صح النکاح و ان لم یرض
بعضهم محفل یقع العقد باطلا من اصله او صحیها۔
فیه روایتان عن احمد و قولان للامام الشافعی۔
احدهما۔ انه باطل لان الکفاة حق جمیعهم والعاقل متصرف فیها
بغیر رضاء هم فلم یصح کتصرف الفضولی۔
والثانیه ـ هوا لصحیح بدلیل ان المرأة التی رفعت الی النبی
ﷺ ان اباها زوجها من غیر کفو خبرها ولم یبطل النکاح من
اصله لان العقد وقع بالازن والنقص الموجود فیه لایمنع صحته
وانما یثبت الخیار کالعیب ۔

(المغنی والشرح الکبیر جلد نمبر 7ص273تالیف ، 1. الشیخ الامام ابن قدامة
المتوفی سنته 630ھ) 2. والشرح الکبیر، للشیخ الامام ابن قدامة المقدسی
المتوفی سنه 682، مطبوعه ، بیروت۔ لبنان)

خصال الکفاة :ای الصفات المعتبرة فیها لیعتبرة فیها لیعتبر
مثلها فی الزواج خمس ۔۔۔۔۔
(اوثالثها) نسب: واعتبر النسب فی الآباء لان العرب تفتخر به
فهیم دون الامهات ـ فمن انتسب لمن تشرف به لایکافها من
لم یکن کذالك وحینئذ (فالعجمی) ابا ان کانت امهٔ عربیة
(لیس کف عربیة) وان کانت امها عجمیة لان الله تعالیٰ
اصطفی العرب علی غیرهم و میز هم عنه بفضائل جملة کما
صحت به الاحادیث
(ولاغیر قرشی) من العرب (قرشیة) ای کف قرشیة لان الله
تعالیٰ اصطفی قریشا من کنانة المصطفین من العرب کمایاتی
(ولا غیر قرشی) من العرب (قرشیة) ای کف قرشیة لان الله
تعالیٰ اصطفی قریشا من کنانة المصطفین من العرب کما باقی۔

(ولا غیر ہاشمی ومطلبی) کفأ (لهما) لخبران الله اصطفیٰ من

العرب کنانة واصطفیٰ من کنانة قریش "واصطفیٰ من قریش بنی

هاشم" وصح خبر "نحن وبنو مطلب شیٔ واحد" فهما متکافئان

۔ نعم اولاد فاطمة منهم لایکافهم غیر هم من بقیة بنی هاشم لان

من خصائصه ﷺ ان اولاد بناته ینتسبون الیه فی الکفاة و غیر

ها کما صرحوابه۔

(خصال الکفاة ۔ نهایة المحتاج الی شرح المنهاج فی الفقه علی مذہب الامام الشافعی رضی الله عنہ' تالیف۔ شمس الدین محمد بن ابی العباس احمد بن حمزة ۔ المتوفی 1007/1004ہجریہ ۔ الجزء السادس ۔ ص 357، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان الطبعة الثالثه 1992)

الکفاة تعتبر فی خمسة اشیاء

النسب والدین و الحریة والمال والصنائع ۔ (حاشیه)

اذا زوجت المرأة نفسها من غیر کف فلااولیاء ان یفرّ قو ابینهما

(دفعا للعارعن انفسهم)ثم الکفاة تعتبر فی النسب (لانه یقع به

التفاخر)

"فرع" انتسب الی غیر نسبه لامرأة فتزوجته ثم ظهر خلاف

ذالك فان لم یکافها به کقرشیة انتسب لها الی قریش ثم ظهر انه

عربی غیر قرشی فلها الخیار ولو رضیت کان للاولیاء التفریق و

یقول سفیان الثوری علی الحاشیة۔ لاتعتبر الکفاة فی النسب

لان الناس سواسیة بالحدیث قال ﷺ الناس سو اسیة کا سنان

المشط فلا فضل لعربی علی عجمی انّما الفضل بالتقوی و قد

ایّدهٔ ذالك بقوله تعالیٰ

"ان اکرمکم عندالله اتقکم" اس پر مفصل بحث گزر چکی ہے۔

(فتح القدیر جلد نمبر2صفحه 419. الامام ابن الهمام الحنفی المتوفی سنه 593 مطبوعه الکبری الامیریة بولاق مصر)

والکفاة الدین والنسب و هو المنصب و الحریة و ایسار حسب

مایحب لها وقیل تساویهما فیه والضاعة فی الاشهر عنه (وش)

فلا تزوج عفیفة بفاجر ولا حرة بعبد و عنه ولا عتیق وابنه بحرة

الاصل ولا موسرة بمعسر و ظاهره ولو کان متولیا وقال شیخنا

ولا بنت تأنی و هو رب العقار بحائك ولا بنت بزاز بحجام ولا

عربیة بعجمی (وش) وفی الکل و عنه

ولا قرشیة بغیر قرشی ولا هاشمیة بغیر هاشمی۔۔۔

(کتاب "الفروع" ویلیه تصحیح الفروع جلد 5 صفحه 190 ، تالیف۔ الامام شمس الدین المقدسی ابی عبدالله محمد بن مفلح متوفی 763 ھ ، مطبوعه۔ عالم الکتب 1985 م ، بیروت۔ لبنان)

مواخات مدینہ اور علی المرتضیٰ

حدثنا یوسف بن موسی القطان البغدادی حدثنا علی بن قادم

حدثنا علی بن صالح بن حیّ عن حکیم عن بشیر عن جمیع بن

عمیر الیتمی

عن ابن عمر قال۔ آخی رسول الله ﷺ بین اصحابه فجاء فجاء

علی تدمع عیناهٔ فقال یا رسول الله ﷺ آخیت بین اصحابك

ولم تواخ بینی و بین احد فقال له رسول الله ﷺ انت اخی فی

الدنیا و الآخرة۔ (ترمذی شریف)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سید کائنات ﷺ نے اپنے اصحاب کرام علیہم الرضوان میں مواخات قائم فرمائی۔" مدینہ شریف میں یہ بھائی چارہ بڑی اہمیت کا حامل تھا" پس مولائے کائنات، سید الاولیاء جناب علی بن ابی طالب تشریف فرما ہوئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو چھلک رہے تھے۔ عرض

کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے صحابہ کرام کے درمیان مواخات قائم فرمائی لیکن مجھے کسی کا بھائی قرار نہیں دیا۔ سید کائنات ﷺ ارشاد کناں ہوئے علی انت اخی فی الدنیا والآخرہ اس دنیا اور آخرت میں علی تم ہمارے بھائی ہو"۔

حضرت امام نسائی نے سنن نسائی میں نقل کیا ہے۔

اخبرنا محمد بن يحيىٰ بن عبدالله نيشا پورى و احمد بن عثمان بن حكيم قالا حدثنا عمرو بن طلحة قال حدثنا اسباط عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس انّ علياً كان يقول والله انىّ لاخو رسول الله ﷺ ووليّه

(سنن نسائی شریف ۔ الجوہرۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس حبر الامۃ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لاریب مولائے کائنات فرمایا کرتے تھے۔

" مجھے اللہ کی قسم بیشک میں ہی وہ شخص ہوں جیسے سید کائنات ﷺ نے اپنا بھائی اور ولی قرار دیا ہے"۔

قال حدثنا عبدالله بن عمر عن الحارث بن حصيرة قال حدثني ابو سليمان الجهني يعني زيد بن وهب قال سمعت علياً يقول على المنبر 'انا عبدالله و اخو رسوله لم يقلها احد قبلي ولا يقولها بعدي الا كذاب مفتر۔

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ میں نے مولائے کائنات' سید الاولیاء کو منبر پہ جلوہ فگن دیکھا اور سر کے کانوں سے سنا آپ نے فرمایا' انا عبدالله و اخو رسوله ---' میں علی اللہ کا بندہ ہوں اللہ کے رسول ﷺ کا بھائی ہوں ۔ آپ کا ولی الامر ہوں۔ مجھ سے قبل نہ کسی نے یہ کہا اور نہ کوئی میرے بعد یہ کہے گا۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے تو وہ کذاب، جھوٹا اور افترا باز ہوگا۔

(الجوہرۃ فی نسب الامام علی وآلہ ۔تالیف محمد بن ابی بکر الانصاری التلمسانی القرن السابع الہجری صفحہ 75. مطبوعہ. موسسہ انصاریاں شارع الشہدا. قم)

حدثنا اسماعيل بن موسىٰ ، حدثنا شريك عن ابى اسحاق عن حبشى بن جنادة قال قال رسول الله ﷺ ۔ عليٌ منّي و انا من علي ولا يودى عنّى الا انا اوعلي ۔

(الترمذی الشریف)

حضرت حُبشی بن جنادہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علی کرم اللہ وجہہ' مجھ سے ہیں اور میں ﷺ علی سے ہوں اور یہ فریضہ کوئی ادا نہیں کرسکتا سوائے میرے اور علی المرتضیٰ کے۔ فریضہ سے مراد حج کے موقع پر احکام باری کی تبلیغ تھی۔

حدثنا سفيان بن وكيع' حدثنا عبيدالله بن موسىٰ عن عيسىٰ بن عمر عن السدّى عن انس بن مالك قال كان عندالنبى ﷺ طير فقال اللهم أتنى باحب خلقك اليك ياكل معى هذا الطير فجاء على فاكل معه قال ابو عيسى هذا حديث غريب

(الترمذی الشریف)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں سید کائنات پرندے کے گوشت سے کھانا تناول فرمانے لگے تو آپ نے اللہ کریم جل وعلا سے دعا کی اے بار الہی ۔اس مخلوق میں سے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شخص ہے اسے بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ کھانے میں شامل ہو۔ پس سلطان اقلیم ولایت تشریف فرما ہوئے اور کھانا ماحضر تناول فرمایا۔ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سدا کی وجہ سے غریب ہے کیونکہ ان کے بغیر ہمارے علم میں نہیں کہ اس حدیث شریف کو کسی نے روایت کیا ہو۔ آگے چل کر حضرت ابوعیسیٰ ترمذی نے اسی راوی سدی سے ایک اور روایت نقل فرمائی ہے اور اس کا حکم بھی یہی ہے۔ فرماتے ہیں۔

قال رسول الله ﷺ انّ الله امرنى بحب اربعة قبل يارسول الله ﷺ سمهم قال على منهم يقول ذالك ثلاثا و ابو ذر والمقدار و سلمن امرنى بحبهم واخبرنى انه يحبهم۔

”فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ بیشک علی المرتضٰی ان چاروں میں سے ایک ہیں باقی تین صحابہ کرام حضرت ابوذرؓ مقداد اور جناب سلمان فارسی ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ ان چاروں سے محبت فرماتا ہے“۔

عن زید بن ابی اوفیٰ قال لما آخی النبی ﷺ بین اصحابه قال علی لقد ذهبت روحی وانقطع ظهری، حین رایتك فعلت باصحابك مافعلت غیری۔ فان کان هذا من سخط علی فلك العتبی والکرامة حتی ترضیٰ؟۔ فقال رسول الله ﷺ والذی بعثنی بالحق ما اخرتك الالنفسی وانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه لانبی بعدی وانت اخی و وارثی قال علی وما ارث منك یارسول الله ﷺ ؟ قال ماورّث الانبیاء من قبلی قال وماورث الانبیاء من قبلك؟ فقال المصطفیٰ ﷺ کتاب الله وسنة نبیهم وانت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة ابنتی وانت اخی ورفیقی

(رواۃ الامام احمد بن حنبل فی مسندہ الدار البہیۃ فی الانساب الحیدریۃ 31)

حضرت زید بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ

جب سید کائنات ﷺ نے مدینہ شریف میں مواخات قائم فرمائی سید اقلیم ولایت کرم اللہ وجہہٗ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میری جان نکلی جارہی ہے، میری کمر ٹوٹنے کو ہے جب سے میں آپ کا مواخات فرمانا دیکھ رہا ہوں۔ آپ ہر کسی کو کسی نا کسی کا بھائی قرار دے رہے ہیں سوائے میرے۔ سید العالمین رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے آپ کو ارادۃً موخر کیا۔ آپ کو صرف اپنے لیے بچا کے رکھا آپ کا مقام میرے نزدیک ایسے ہے جیسے جناب حضرت ہارون و موسیٰ علیہما السلام کا۔ سوائے اس بات کے کہ میرے بعد دروازہ نبوت

مسدود ہے۔ آپ میرے بھائی ہیں آپ میرے اس دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد میرے وارث ہیں جناب مولائے کائنات کرم اللہ وجہہٗ کریم نے عرض کیا وراثت کیسی؟ سید العالمین ﷺ نے فرمایا جیسے انبیاء کرام علیہم السلام وارث بناتے ہیں۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ انبیاء کرام کی وراثت کیا تھی؟ فخر الانبیاء والمرسلین ﷺ نے فرمایا انبیاء کرام کی وراثت اللہ کی کتاب اور انکی اپنی سنن مبارکہ وراثت تھیں۔

”اے علی المرتضٰی آپ کل بروز قیامت جنت میں پاک زہراؑ خاتون کی معیت میں میرے محل میں ہونگے آپ میرے بھائی اور میرے رفیق ہیں“۔

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری نے بخاری شریف میں نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے علی! انت منی و انا منك ۔ ”آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں“۔

وقال عمر بن الخطاب رضی الله عنه ۔ توفیٰ رسول الله ﷺ و هو عنه ای عن علی راضی۔ (بخاری شریف)

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک اس حال میں ہوا کہ آپ علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ سے راضی تھے“۔

قال الله تبارك وتعالیٰ

” فمن حاجك فیه من بعد ماجاء ك من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم و نساء ناونساء کم وانفسناانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین“۔

”پھر جو شخص جھگڑا کرے آپ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آگیا آپ کے پاس یقینی علم تو آپ فرما دیجیے۔ آؤ! ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو، اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو، اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو بھی۔ پھر سب التجا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر“۔

مباہلہ نصاریٰ

بنی نجران کے عیسائیوں سے جب سید کائنات ﷺ نے 10 ھ میں جناب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے عنوان پر عقیدہ تثلیث کے بطلان پر مسلسل دلائل دیے لیکن انھوں نے ماننے سے انکار کردیا تو نوبت مباہلہ تک آگئی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت مولا حسین علیہ السلام کو گود اُٹھایا' حضرت مولا حسن علیہ السلام کو انگلی پکڑوا کر قدم رنجا فرما ہوئے خاتون جنت مخدومہ کونین آپ کے قدموں پہ قدم رکھتی ہوئی روانہ ہوئیں اور شیر خدا اسد اللہ الغالب مولا کل حضرت سید الاولیاء جناب علی المرتضیٰ مخدومہ کونین کے پیچھے پیچھے تشریف لا رہے تھے۔ سید المرسلین ﷺ ساتھ یہ بھی فرما رہے تھے۔

و ان انا دعوت فامنوا۔

''اگر میں دعا کیلئے ہاتھ بلند کروں تو آپ سب آمین کہنا''۔

جب ان عیسائی سرداروں نے یہ نفوس قدسیہ دیکھے تو ان کے سردار اسقف پادری نے سیاسی چال چل کر راہ نکالی اس نے سوچا۔

اگر مباہلہ کریں گے تو غرق ہو جائیں گے۔ سید الاولین والآخرین کا بھی فرمان ذی وقار ہے اگر میں بددعا کرتا تو عیسائیت کا نام ونشاں ختم ہو جاتا اور درختوں پر سے پرندوں کا بھی کوئی سراغ نہ ملتا۔

اگر عیسائی علماء مباہلہ نہ کریں تو اپنی جماعت کے سیاسی وسماجی زعما کو کیا جواب دیں گے۔ کیا ان عیسائی علما کے پاس کوئی جواب ہوتا جب قوم اُن سے سوال کرتی کہ جھوٹے عالم ہو کر تم نے ہمیں سرعام کیوں ذلیل ورُسوا کیا۔ اسقف پادری نے ہوشیاری وچالاکی سے تیسری راہ نکالی۔ کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے بلکہ جزیہ دیتے ہیں' زر و جواہرات پیش کرتے ہیں اور اتنے ہی کثیر حلے ہر سال پیش کیا کریں گے جو ہم سے یہ خطا سرزد ہوئی۔ رحمت اللعالمین ﷺ اور خانوادہ رسالت کے نفوس قدسیہ نے ان کے جرائم سے عفو ودرگزر فرماتے ہوئے انہیں یہ موقع عطا فرمایا۔

حضرت جار اللہ زمحشری نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر کشاف میں یوں رقم کیا ہے۔

لا دلیل اقوی من هذا علی فضل اصحاب الکساء و هم علی وفاطمة والحسن والحسین لانها لما نزلت دعاهم ﷺ فاحتضن الحسین واخذ بیدالحسن و مشت فاطمة خلفه و علی خلفهما علیهم الصلاة والسلام۔

فعلم انهم المراد من الآیة و ان اولاد فاطمة و ذریتهم یسمون ابناءهٗ وینسبون الیه نسبة صحیحة نافعة فی الدنیا والآخرة

کہ اس سے بڑھ کر فضیلت اصحاب کسا اور کیا ہو کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ سید العالمین ﷺ نے مولا حسین علیہ السلام کو گود اٹھایا مولا حسن علیہ السلام کو انگلی لگایا مخدومہ مخدرہ پاک زہرہ اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پہ روانہ ہوئی اور مولائے کائنات ان کے پیچھے پیچھے جلوہ فگن رہے۔

پس یہ بات محقق ہے کہ پاک زہرہ صلوۃ اللہ علیہا وسلامہ کی اولاد حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہے اور یہ نسب اور یہ نسبت بالکل صحیح اور دنیا وآخرت میں نفع بخش ہے۔

(تفسیر کشاف ۔ علامہ جار اللہ زمحشری)

عن زید بن ارقم رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ انی تارك فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی و لن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض فانظر وا کیف تخلفونی فیهما۔

(ترمذی شریف 'کتاب المناقب رقم 3788۔ رواہ' الطبرانی فی الاوسط ایضا)

''حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک دوسری سے اعظم ہے وہ کتاب اللہ' حبل ممدود جو آسمان

سے زمین کی طرف منزول ہے دوسری میری عترت اہل بیت۔اور یہ دونوں کبھی
بھی کسی بھی دور میں جدا نہ ہوں گی۔حتیٰ کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی
۔پس دیکھو میرے بعد ان کے بارے میں خیال رکھنا"۔

**عن العباس بن عبدالمطلب قال کنا فلقی الففرمن قریش و هم
یتحدثون فیقطعون حدیثهم فذکرنا ذالك الرسول الله ﷺ فقال
مابال اقوام یتحدثون فاذا رادا الرجل عن اهل بیتی قطعوا حدیثهم
والله لا یدخل قلب رجل الایمان حتیٰ یحبهم لله ولقرابتهم منی۔**

(سنن ابن ماجه فی المقدمه ، رقم الحدیث 140۔ الترمذی فی باب 49 کتاب
المناقب رقم 3758 و فی مجمع لزوائد ورجال اسناده ثقات)

حضرت عباس بن عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ ایک گروہ کی قریش سے ملاقات ہوئی۔گفت و
شنید جاری تھی کبھی کبھی وہ لوگ قریشیوں کی گفتگو کو قطع کر دیتے۔ہم نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے عرض
کیا۔آپ نے فرمایا اس قوم کا کیا حال ہوگا جو میرے قبیلہ کے لوگوں کی گفتگو قطع کرتے ہیں مجھے اللہ کی قسم
کسی آدمی کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ ان لوگوں سے میری اور
میرے اللہ کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

ترمذی شریف، کتاب المناقب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذی احتشام حضرت زید
بن ارقم یوں نقل کرتے ہیں۔

**ان رسول الله ﷺ قال لعلی وفاطمة والحسن والحسین انا
حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم۔**

"بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔علی، سیدہ فاطمہ زہرا، الحسن اور الحسین
علیہا السلام، میں محمد رسول اس شخص سے جنگ کروں گا جو تمہارا محارب ہو اور میں
رسول اللہ اس شخص سے صلح وسلامتی میں ہوں جس کی تمہارے ساتھ صلح ہے"۔

**عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ احبوا الله لما یغزوکم به
من نعمه واحبونی بحب الله و احبو اهل بیتی لحبی۔**

"حضرت حبر الامت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا اللہ سے محبت اس لیے کہ اس کی نعمتوں کی بارش تمہارے اوپر برس رہی ہے
میرے ساتھ اللہ کی وجہ سے محبت کرو کہ میں اس کا رسول ہوں اور میرے اہل
بیت کے ساتھ میری وجہ سے محبت کرو"۔

(ترمذی شریف ،رقم 3789)

حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب القرشی الہاشمی صحیح بخاری کتاب المناقب میں اس طرح
مندرجہ ہے۔

"حضرت علی کا سلسلہ نسب ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے جو دنیا کے کسی خاندان
کو حاصل نہیں۔تاریخی اعتبار سے اس سے زیادہ صحیح النسب خاندان کرہ ارض پر
موجود نہیں نہ چشم فلک نے دیکھا ہے۔آپ کا نسب نامہ جو صحیح بخاری اصح الکتب
تحت اسماء بعد القرآن رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے"۔

**علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبدمناف بن
قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لوی بن غالب بن فهر بن
مالك بن نضر بن کنانه بن خزیمه بن مدرکه بن الیاس بن مضر
بن نذار بن معد بن عدنان۔**

یہی نسب نامہ جناب سید کائنات رحمت العالمین ﷺ کا ہے۔فرق صرف علی بن ابی طالب اور
محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے۔اس لحاظ سے علی المرتضیٰ رسول اللہ ﷺ کے عم زاد ہیں اور ہم دادا بھی۔
تاریخ آدمیت کا یہ سب سے شریف خاندان، صحت نسبی کے لحاظ سے آفتاب کی طرح چمک
رہا ہے۔دنیا کی کوئی چیز ان کے فخر کو دبا نہیں سکتی۔یہ نسب نامہ اس زبان حق ترجمان سے نکلا ہے جس
سے سوائے حق کے کوئی شے نہیں نکلتی۔

حضرت علی کی کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے۔

بخاری شریف کتاب الغازی باب مرض النبی ﷺ ووفاته میں ان
علی بن ابی طالب خرج من عند رسول الله ﷺ فی وجعه الزی
توفی فیه فقال الناس یاابا الحسن کیف اصبح رسول الله ﷺ

علی بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر تشریف لائے۔ سید العالمین رحمت کائنات ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا اباالحسن رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟۔

اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام نے علی المرتضیٰ کو ابوالحسن کی کنیت سے مخاطب کیا۔

''رحمت اللعالمین ﷺ اپنے بھائی کو ابا تراب قم ابا تراب' قم اباتراب ''۔

''ابوتراب اُٹھو' ابوتراب اُٹھو کہہ کر پکارتے''

(بخاری کتاب الصلاۃ باب قوم الرجال فی المسجد، بخاری شریف کتاب المناقب)

حضرت علی المرتضیٰ کی والدہ طیبہ طاہرہ

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

فاطمة بنت اسد بن هاشم بن عبدمناف القرشية الهاشمية ام علی ان ابی طالب و هی اول هاشمية ولدت هاشميا۔

''حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف قرشیہ ہاشمیہ' خاتون اول ہیں جنہوں نے ہاشمی شوہر سے امانت وصول کی اور ہاشمی بچہ علی المرتضیٰ، اسد اللہ الغالب ، لافتی الاعلی کی شکل میں اسلام اور مسلمانوں کو عطا کیا''۔

والد حسنین کریمین' طیبین شریفین ہی وہ پہلے نجیب الطرفین ہاشمی شخص ہیں جو ماں اور باپ دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔ جناب فاطمہ بنت اسد ہجرت مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

قال الشعبی اسلمت وهاجرت مع النبی ﷺ

رسول اللہ ﷺ ان کو اپنی والدہ کے برابر سمجھتے تھے۔

عن انس ابن مالك قال لما ماتت فاطمة بنت اسد ابن هاشم ام علی' فدخل علیها رسول الله ﷺ وجلس عند رأسها و قال رحمك الله یا امی کنتِ ای بعد امی بجوعین و تشبعنی و نعرین و تکسبنی تمنعین نفسك و طیب الطعام تطعمنی تریدین بذالك وجه الله والدار الآخرة۔

وقال انس امر بغسلها فلما بلغ الماء الذی فیه الکافور اسکنه رسول الله ﷺ بیده علیها والبسها قمیصه و امر عمر او اسامه بن زید و ابو ایوب الانصاری بحفر قبر هاو ادخلها فیه هو وابوبکر والعباس ثم دعا بهذا الدُعا اللهم اغفر الامی فاطمة بنت اسد والقها حجتها ووسّع علیها مدخلها بحق نبیك محمد والانبیاء الذین من قبلی انك انت ارحم الراحمین۔

وراوی ابن عباس نحو ذالك وزاد فقالوا ما رأ یناك صنعت باحد ماصنعت بهذه قال انه لم یکن بعد ابی طالب ابرّ منها البستها قمیصی لتکسبی من حلل الجنة واضطجحت فی قبر لیهون علیها عذاب القبر۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابه، العلامه ابن اثیر۔ حیات مقدسه)

''حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مولائے کائنات کی والدہ طاہرہ کا وصال ہوا۔ سید العالمین ﷺ تشریف لائے جنازہ کے سر کی طرف بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا۔ امی جان اللہ کریم آپ پر رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔ امی جان آپ میری حقیقی والدہ کے بعد ہم پر کتنی ہی مہربان تھیں خود بھوکی رہ کر ہمیں کھانا کھلاتی تھیں۔ آپ اچھا لباس نہ پہن کر

ہمیں خوبصورت لباس پہنایا کرتی تھیں۔ اپنے آپ کو اچھے اچھے کھانوں سے روک کر ہمارے لیے کتنے عمدہ کھانوں کا اہتمام فرماتی تھیں یہ آپ صرف وجہ اللہ اوردار آخرت کی بنا پر ہمارے ساتھ روا رکھتی تھیں"۔

"حضرت انس فرماتے ہیں جناب سرور دنیا و دین رحمت العالمین ﷺ نے فرمایا امی جان کو غسل دیا جائے جب مشک کافور کی باری آئی تو سید العالمین ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مشک کافور گرانا شروع فرمایا پھر اپنا قمیص مبارک اپنی امی جان کو پہنایا۔ عمر بن خطاب اسامہ بن زید اور ابوایوب انصاری کو قبر کھودنے کا حکم فرمایا۔ قبر تیار ہوگئی تو سید کائنات علیہ اطیب التحیات والسلام وعلی آلہ خود آگے بڑھے اور اپنی پاک باز والدہ کو قبر میں اتارا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس بن عبدالمطلب آپ کے ساتھ تھے آپ فرمارہے تھے اے کریم! اللہ میری والدہ فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما۔ اسے اپنے دامن کرم میں چھپالے۔ اس پر حجت باری تعالیٰ القا فرما۔ ان کی قبر کو کشادگی عطا کر بطفیل محمد ﷺ اور ان جملہ انبیاء کرام کے جو مجھ سے پہلے تشریف فرما ہوئے۔ بیشک تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے"۔

"حضرت ابن عباس فرماتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج ہم نے جو دیکھا ہے ایسا آپ نے پہلے کبھی نہیں کیا۔ رحمت العالمین ﷺ نے فرمایا"۔

حضرت ابوطالب کے بعد میری اس ماں سے بڑھ کر مجھ پر کسی کے احسانات نہیں تھے میں نے اپنا قمیص دیا تا کہ مالک الملک انہیں جنت کے حلے پوشاک عطا فرمائے۔ قبر میں اس لیے لیٹا کہ ان پر عذاب قبر نہ ہو۔

المستفادات

سیدہ فاطمہ بنتِ اسد ہاشمیہ ہیں اگر ہاشمی ہونا مفید نہیں تو مفسرین و محدثین و مورخین نے یہ کیونکر نقل فرمایا کہ آپ خاتون اول ہیں جو تمام اطراف سے ہاشمی بچے کو جنم دے رہی ہیں۔ آپ خود بھی ہاشمیہ آپ کے شوہر نامدار بھی ہاشمی اور نو مولود بھی ہاشمی۔

۱۔ ہاشمی ہونا ایک اعزاز کل بھی تھا اور آج بھی ہے۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

اچھا خاندان، اچھے والدین، اللہ کی اپنی تقسیم ہے۔

عقل انسانی اس کا انکار نہیں کرتی۔ برے ماں باپ ہوں تو اولاد کیلئے باعث ننگ و عار ہیں اور اگر باپ نیک ہو تو بقول قرآن کان ابوھما صالحا کا مصداق اعزاز و شرف ہے۔

۲۔ خاندان بنو ہاشم سے بہتر خاندان اللہ نے زمین پر خلق ہی نہیں فرمایا۔ ملاحظہ ہوں۔ کتب احادیث رسول انام ﷺ۔

۳۔ احسانات کو یاد رکھنا سنت سید العالمین ﷺ ہے۔

۴۔ جناب فاطمہ بنت اسد کے احسانات کائنات عالم میں مجھ پر سب سے زیادہ ہیں سوائے حضرت ابوطالب کے۔

جناب محسن رسول اسلام حضرت ابوطالب کے، حضرت ابوطالب آپ کے محسن و مربی محافظ و نگہبان، سرپرست و نکاح خواں۔ اجلاس اسلامیہ میں خرچ اخراجات کرنیوالا اپنا گھر، مال اور بیٹوں کو رسول اللہ کی جگہ پر ذبحہ ہونے کیلئے پیش کرنیوالے ہیں۔ کسی وصال کے موقع پر اپنی خدمات پیش کرنا یہ امر نہ صرف مستحق ہے بلکہ فعل رسول ﷺ سے ثابت شدہ اُسوہ کاملہ ہے۔

۵۔ حضرت عمر، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابوایوب انصاری نے فاطمہ بنت اسد کیلئے قبر تیار کی۔

۶۔ رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ مبارک سے دعا کرنا نہ صرف صحابہ کی سنت ہے۔ بلکہ سید العالمین ﷺ نے بنفس نفیس یہ دعا فرمائی۔

اللهم اغفر لأمي فاطمه بنت اسد بحق نبيك والانبياء من قبلي

یا اللہ میری والدہ فاطمہ بنت اسد کی مغفرت بحق محمد اور بحق انبیاء سابقہ مغفرت فرما۔

۷۔ کیونکہ کہا جا سکتا ہے اللہ کے بندے کسی کیلئے نافع نہیں ہو سکتے جبکہ رسول اللہ اپنی والدہ کو اپنا قمیص عطا فرما رہے۔ اگر قمیص نافع نہ ہوتا تو فعل رسول اللہ ﷺ سے یہ بات پایہ ثبوت تک نہ پہنچی۔ کیونکہ رسول اللہ کا فعل عبث نہیں بلکہ ہزاروں حکمتوں پہ مشتمل ہے۔

۸۔ رسول اللہ ﷺ کا قبر انور میں لیٹنا اور صحابہ کرام جناب ابوبکر و عمر، عباس و علی کا سوال عرض کر کے ہمیں بات سمجھانا کہ سارے انسان برابر نہیں کتنا بڑا ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنوں کیلئے کتنے رؤف کتنے رحیم ہیں۔

۹۔ اور یہ بات بھی اٹل حقیقت ہے کہ قبر میں روح و جسم کی زندگی موجود ہے ورنہ صرف جسم کو یا صرف روح کو سزا و جزا کا معنی و مفہوم کیا رہ جائیگا۔

۱۰۔ عذاب قبر، راحت قبر، قبر روضه من رياض الجنته يا، حضرة من حضرات النار، قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے۔ قبر صرف وہ نہیں جو ہم نے بنائی۔ قبر سے مراد جسم کو چھپانا ہے۔ جسم انسانی کو بھی قبر کہتے ہیں کیونکہ روح انسانی اس میں چھپی ہوئی ہے۔

مصنف کی دیگر کتب

- ★ مفہوم لا الہ اللہ محمد رسول اللہ
- ★ فرحان قبر
- ★ سادات اہل جنت
- ★ الانسان

ملنے کے پتے

جامعہ علی المرتضیٰ بھکھی شریف

آستانہ عالیہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بھکھی شریف

دائم اقبال اکیڈمی پاکستان منڈی بہاؤالدین

شاہ چراغ اکیڈمی کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین